بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل (حق کے سامنے) نہیں ٹھہرتا!

آئینہ صداقت

یعنی بریلوی اور دیوبندی مسلک کی حقیقت تاریخ کے آئینہ میں

از رشحاتِ قلم

حضرت الحاج مولانا فیروز الدین صاحب روحی پروفیسر اسلامک لٹریچر

مکتبہ معاویہ ۲/۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

SIND SAGAR ACADEMY LAHORE

Marfat.com

۲۹۷۶۸۹
ف
۱۹۶
K۰۵۵

طبع اوّل ـــــــــــ ۱۹۵۵ء

طبع دوم ـــــــــــ ۱۹۶۹ء

تعداد ـــــــــــ ایک ہزار

قیمت ـــــــــــ دو روپیے

مطبوعہ ـــــــــــ مطبع سعیدی قرآن محل کراچی

اہتمام ـــــــــــ ماسٹر اظہار الحسن

مکتبہ معاویہ ۱۱/۶ بی ون ایریا لیاقت آباد کراچی ۱۹

Marfat.com

انتساب

ہر اس مسلمان متبّع کتاب وسنت کے نام
جو ملّت اسلامیہ پاکستان میں اتحاد واتفاق
کا کوشاں اور داعی ہے۔

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
مقدمہ	
باب اول	
تمہید	۱۳
اہل سنت وجماعت	۲۱
سنت وجماعت	۲۲
جماعت کا فلسفہ	۲۳
اہل سنت یا ناطرفدار گروہ	۲۵
بدعت	۲۶
حقیقت بدعت	۳۰
باب دوم	
اسلام ہندوستان میں	۳۴
محمد تغلق کا عہد	۳۷
سید محمد جونپوری اور شیخ علائی کے ذریعہ کتاب وسنت کی اشاعت	۳۹
اکبری دور	۴۲

عنوان	صفحہ
دربار شاہی کی لامذہبی اور الحادیہ احکام کا نفاذ	۴۲
عالمگیر کی مساعی جمیلہ	۴۳
باب سوم	
وہابیت	۴۵
وہابیت کیا ہے	۴۷
شیخ کا حال اور ان کی مساعی جمیلہ	۴۸
ترکی ومصری اور انگریزی حکومتوں سے ٹکراؤ	۵۰
شیخ کی وفات	۵۲
باب چہارم	
شاہ ولی اللہی تحریک	۶۹
زوال حکومت	۶۹
سکھوں اور مرہٹوں کے مظالم	۷۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سکھ گردی	۷۳	جمود و تعطل	۱۰۱
مذہبی اختلاط	۷۵		
حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی	۷۸		
شاہ ولی اللہ اور دیوبند	۸۰	دارالعلوم دیوبند اور اس کی گراں بہا خدمات	۱۰۵
شاہ ولی اللہ اور دارالعلوم دیوبند	۸۱	اسلامی مدارس اور ان کی بربادی	۱۰۵
تحریک اصلاح وجہاد	۸۳	دارالعلوم دیوبند کا قیام	۱۱۰
سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل دہلوی	۸۴	فضلائے دارالعلوم دیوبند	۱۱۴
تحریک جہاد	۸۵	دارالعلوم دیوبند اور انگریز	۱۱۸
شہیدین کے اصلاحی کارنامے	۸۷	بریلی علماء کی کتابوں سے کفر کے چند اقتباسات	۱۲۲
مذہب کے لئے قربانیاں	۹۱	یہ فروعی اختلاف ہیں	۱۳۳
آزمائش	۹۲		
جنگ آزادی سنہ ۱۸۵۷ء	۹۵	مسلمانوں کی تکفیر	۱۳۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
انگریز دوستی اور بریلوی جماعت	١٤١	مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تعلقات	١٤٥
مولانا فضل رسول بدایونی کے تعلقات	١٤١	وصایا مولانا احمد رضا خاں بریلوی	١٥٠
		مسلمانوں سے درخواست آرزوئے دل	١٥٢

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو انسانیت کی بقاء و تحفظ کا ضامن ہے اس کا مقصد بنی نوع انسان کی فلاح و خیر ہے اسلام نے اتحاد و اتفاق اور خیر و فلاح کی روشنی سے نا اتفاقی و افتراق اور شر و فساد کی تاریکی کو دنیا سے دور کیا۔ اور بنی آدم کو اخوت و مساوات کا سبق پڑھایا۔ دنیا میں مختلف قوموں، نسلوں، قبیلوں، زبانوں اور ملکوں وغیرہ کے امتیازات نے بنی نوع انسان کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا اور اس پر کفر و شرک کی معصیت نے اس کو اور بھی قعر مذلت میں ڈال رکھا تھا۔ مگر دین حنیف اسلام نے دنیا میں خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا اور انسان کو اس کے اصلی مرتبہ سے روشناس کرایا۔ اس نے جھوٹے مصنوعی امتیازات کو مٹا کر اشرف المخلوقات کے منصب کی خبر دی خلیفۃ الارض کا تاج پہنایا احسن التقویم کی تخلیق کی خوش خبری دی۔ تاریخ گواہ ہے دنیا شاہد ہے کہ مسلمان اسی اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز ہو کر دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال ہوئے اور بڑے بڑے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے عرب کے بادیہ نشینوں نے اتحاد و اتفاق کی برکت سے تمام دنیا پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ مگر

Marfat.com

جب مسلمانوں میں نا اتفاقی پیدا ہوئی۔ اس وقت سے آج تک وہ انحطاط و زوال کی منزل سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ نا اتفاقی کی تاریخ کہاں تک بیان کی جائے۔ اور اس کے نقصانات کی تفصیلات کو کہاں تک ضبط تحریر میں لایا جائے۔

منظور ہے گذارش احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

اس نا اتفاقی نے مسلمانوں کی ایسی ہوا خیزی کی کہ جس کے بیان کا یارا نہیں۔ آج گھر گھر میں نا اتفاقی کا دور دورہ ہے بھائی بھائی میں افتراق ہے خاندان اور قبیلے برسرِ پیکار رہیں۔۔۔ الامان والحفیظ وہ دین جو دنیا میں امن کا داعی محبت کا مبلّغ صلح و آشتی کا نقیب اور سلامتی کا ضامن اور حامی تھا آج اس کے ماننے والے چند فروعی اختلافات کو آڑ بنا کر اختلافات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کر رہے ہیں۔ ایک ملّت، ایک دین، ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے بعض جزوی مسائل کو اپنی لڑائیوں کا سبب ٹھہرا کر خوب سر پھٹول کر رہے ہیں۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ انگریز نے اپنے اقتدار کے مضبوط کرنے کے لئے خصوصاً اور اپنے دوران حکومت میں عموماً ایسے مولویوں کو خرید کر ملّت اسلامیہ میں اختلافات کا ایک سلسلہ پھیلایا۔ انگریز کی ایک پالیسی "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی تھی۔ لہٰذا اس نے خانقاہ کے پیروں اور خاندانی خوش عقیدہ مولویوں کو خرید کر خوب ان سے کام لیا۔ ان بیچارے مولویوں نے تیجے، فاتحہ اور میلاد کے نام پر

Marfat.com

تکفیر کا کارخانہ قائم کر دیا، اور ملّت اسلامیہ کے اکابر علما و صلحاء کی تکفیر اپنا شعار ٹھہرالیا، "وہابیت" کے نام سے نا اتفاقی اور تنفر کا بیج بویا اور فرنگی کی مدد سے ملک میں اسی قسم کا لٹریچر مذہبی لٹریچر کے نام سے وجود میں آیا خود انگریز نے بھی اس قسم کے لٹریچر میں مدد دی جس سے ان مولویوں نے فائدہ اٹھایا۔ مولوی فضل رسول بدایونی نے اپنی کتاب سیف[1] الجبار کے شروع میں ایک اغلاط نامہ لگایا ہے اس کے صفحہ تین پر ایک مختصر سا حاشیہ ہے۔ جس میں "فائدہ" کی سرخی کے تحت مولانا لکھتے ہیں۔

"حال خروج اتباع عبدالوہاب ملک نجد سے، اور ان کے تغلب و ظلم کرنے کا حرمین شریفین پر اور مشرک ٹھہرانے کا اہل اسلام کو پھر ان کے ہلاک ہونے کا دستِ اہل اسلام سے بالاجمال کتب حاشیہ شامی ہیں، اور تفصیل کتب تواریخ حرمین شریفین اور مصر میں مذکور ہے، اور علاوہ اس کے تواریخ ملک انگلستان میں سب حال مفصلاً مسطور ہے۔"

دیکھئے یہاں خود اقرار ہو رہا ہے کہ ملک انگلستان میں جو کچھ تحریر

[1] مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور۔ مالک محمد صادق مارہروی وکیل سرکار بار دوم ۱۲۹۲ھ

Marfat.com

ہو رہا ہے۔ اسی کے اتباع میں ان مولویوں نے تکفیر سازی لٹریچر تیار کر کے مسلمانوں میں پھیلایا اور انگریزی حکومت کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس کے بدلے میں ان کو سررشتہ داری، عہدہ افتار و قضائے برائے نام، مدارس کے بہانے سے نوابوں اور رئیسوں سے امدادیں اور ریاستوں سے مستقل وثیقے اور وظیفے مقرر ہو گئے مگر ملّت کو جو نقصان ہوا وہ اظہر من الشمس ہے۔

اس پارٹی کے مقتدا ہونے کا خاص طور سے دور آخر میں شرف مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ہوا۔ انہوں نے بھی وہی لٹریچر تیار کیا اور اسی قسم کے کچھ مولوی صاحبان اپنے بعد چھوڑے جو تکفیر المسلمین میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ راقم نے جب ان کی تحریرات کو پڑھا سخت کوفت ہوئی اور روحانی اذیت ہوئی۔ کاش یہ حضرات اپنی قوتوں کو تعمیر اور تحفظِ ملّتِ اسلامیہ میں صرف کرتے۔ ان حضرات کی سرگرمیاں مملکت خداداد پاکستان میں بھی جاری ہیں۔

حالانکہ پاکستان اور مسلم لیگ کی انہوں نے ہمیشہ مخالفت کی بریلی اور بدایوں کے تاجدار مارہرہ مولوی محمد میاں کی دو کتابیں "غلبہ فئۃ قلیلۃ الٰہیہ ملقب بہ طرد مغالطہ لیگ" اور "الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ" اس پر شاہد ہیں۔ ان حضرات کی طرف سے ایک کتاب تجانب اہل سنت عن اہل الفتنہ شائع ہوئی ہے جس میں اکابر علماء اور اکابر قوم کی تکفیر کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ ان

لوگوں کی تکفیر سے حضرت علامہ اقبال حضرت قائد اعظم تک نہ بچے۔

ادھر تو ان بریلوی مولوی حضرات کے لٹریچر کے مطالعہ کا اثر تھا پھر بریلی اور بدایوں میں قیام و سکونت کے سلسلہ میں ان کے اعمال کا راقم الحروف کو بخوبی علم تھا۔ علاوہ ازیں ملت پاکستان میں ان کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ حال میں خواجہ خلیل احمد شاہ مہتمم و ناظم درگاہ سید سالار مسعود غازی بہرائچ (سابق ممبر کونسل یو۔پی) کا ایک رسالہ "فسادی مُلّا" نظر سے گذرا۔ جس میں خواجہ صاحب نے ان حضرات کے کارناموں پر مختصر سا نا تمام تبصرہ کیا ہے۔ لہٰذا ان محرکات کے تحت یہ کتاب وجود میں آئی کسی سے مناظرہ مقصود نہیں ہے نہ کسی کو سب و شتم کرنے کا خیال ہے نہ ہی کسی کی بے جا طرف داری اپنا شعار ہے، ہر بات کا ثبوت کتاب اور حوالہ سے موجود ہے۔ ہر شخص خدا کو حاضر و ناظر جان کر طرفداری اور جانبداری کو چھوڑ کر اس کتاب کا مطالعہ کرے انشاء اللہ حقیقت اس پر واضح ہو جائے گی۔ اپنا مسلک یہ ہے کہ مسلمان کی تکفیر خود کفر ہے۔ اس لئے نہ کسی کو کافر ٹھہراتے ہیں اور نہ مرتد۔ اپنا تو عمل یہ ہے :۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

میں نہیں کہہ سکتا کہ میری یہ کوششیں ملک و قوم میں کس نظر سے دیکھی جائیں گی مگر اہل حق سے امید ہے کہ وہ راہ حق کو نہ چھوڑینگے

Marfat.com

کاش ایک فردِ واحد نے بھی اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو سمجھ کر مسلمانوں میں بھائی چارہ کو مقدم سمجھا اور تکفیر سازی و بازی سے کنارہ کشی کی تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

خدا کرے خلوص سے تحریر کردہ میری یہ چند سطریں مسلمانوں میں اتحاد کا سبب ٹھہریں۔ ان میں اتفاق پیدا ہو۔ ان کی عظمت و قوتِ دیرینہ کا پھر احیاء ہو اور مسلمان پھر دینی اور دُنیوی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقط والسلام

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ
عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا
مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ
وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلٰی سَائِرِ النَّاسِ
بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الصَّالِحِیْنَ ۔

اما بعد

تمہید بعثت نبوی سے قبل دُنیا میں شرک وکفر چھایا ہوا تھا انسانیت برباد ہورہی تھی، لوگ گروہوں اور ٹولیوں میں منقسم تھے، انسان پر انسان کی خدائی تھی، مظلوم اور پس ماندہ طبقہ کا کوئی

پُرسانِ حال نہ تھا، غریب اور کمزور ہونا تمام برائیوں اور بربادیوں کا سبب تھا مذہبی سرگروہ مہنت اور پجاری ارباب من دون اللہ بنے بیٹھے تھے، ان کا حکم حکمِ خداوندی سے کم نہ تھا۔ انہوں نے جس چیز کو حلال ٹھہرادیا وہ حلال ہوگئی اور انہوں نے جس چیز کو حرام کہہ دیا وہ حرام ہوگئی' ۔۔ کہ رحمتِ حق کو جوش آیا۔ عرب کے ملک میں، مکہ کی سرزمین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا' اور دنیا کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ کفر و شرک ختم ہوگیا۔ وحدت خداوندی کے ترانوں سے دُنیا گونج اٹھی۔ جغرافیائی اور نسلی حدبندیاں ختم ہوکر اسلام کے رشتہ میں دنیا منسلک ہوگئی اور انما المؤمنون اخوۃ کے اعلان خداوندی کا تمام دنیا نے خیر مقدم کیا۔ عدم مساوات کا دور ختم ہوگیا۔ انسانی برادری میں بھائی چارہ قائم ہوا اور دنیا کو خدائی نظام مل گیا نیز دنیا کے واسطے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دین اسلام کا نزول ہوا صحابہ کرامؓ کی جماعت نے اسلام کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کیا؛ اور بہت تھوڑے عرصہ میں دنیا میں اسلام پھیل گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے عرب سے نکل کر مصر، سوڈان' الجزائر، مراکش، شام، فلسطین، ترکی، بلقان، سسلی، اٹلی، کریٹ، ایران عراق توران، افغانستان، ہندوستان، لنکا، چین اور ملایا غرض دنیا کے ایک بڑے حصہ پر اسلام پھیل گیا۔

اسلام سے قبل برصغیر پاک و ہند کی حالت بھی متذکرۂ بالا حالت سے چنداں مختلف نہ تھی، بلکہ اس سے بدتر ہی تھی، تشریح و تفصیل کا موقعہ نہیں کچھ مسلم سلاطین کے اثر نے، اور سب سے زیادہ صوفیائے کرامؒ نے

Marfat.com

ہندوستان میں اسلام کی شمع روشن کرکے اس کفر زار کو نغمۂ توحید و رسالت
سے مانوس کیا، جس کے نتیجہ میں برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی تعداد
قریب قریب پندرہ کروڑ سے متجاوز ہے، مسلمانوں نے ہندوستان میں
کم و بیش ایک ہزار سال حکومت کی، اور انسانیت کی بڑی بڑی خدمات
انجام دیں، تمدن و تہذیب میں انقلاب عظیم پیدا کیا، مدرسے اور دارالعلوم
قائم کئے۔ تصنیف و تالیفات کیں، اور یہ سب کچھ اس وقت تک تعمیری
نقطۂ نظر سے ہوتا رہا، جبکہ ایک ملت، اور ایک دین، ایک مذہب، اور
ایک قوم کا تصور تھا، مگر برصغیر پاک و ہند میں جیسے جیسے مسلمانوں کے سیاسی
اقتدار کو دھکا لگا، اور ان کی حکومت کی بنیاد میں تزلزل پیدا ہوا اس وقت
سے ان میں فرقہ بندی کی ایسی ہوا چلنی شروع ہوئی کہ جس نے ان کو برباد کرکے
رکھ دیا، مسلمانوں کی حکومت ختم ہو رہی تھی، اور اس کی جگہ انگریزوں کی
حکومت قائم ہو رہی تھی، انگریز نے دیکھا کہ اس کی تمام کوششیں ہندوستان
میں عیسائیت کی تبلیغ میں بیکار ہو چکی ہیں۔ لہذا اس نے مسلمانوں میں اندرونی
فرقہ ڈالنے کی کوششیں کیں، تاکہ مسلمانوں کی قوت کمزور ہو جائے اور
انگریز کا سیاسی مقصد پورا ہو جائے، انگریز نے بہت غور و فکر کے بعد
ہندوستان کے اندر ان لوگوں کو اپنایا، جن کا ذریعۂ معاش قبر پرستی،
پیر پرستی، اور خانقاہوں پر گذر اوقات تھی، یہ گروہ عام طور سے مسلم
عوام پر چھایا ہوا تھا، جاہل اور کم علم مسلمانوں کو مذہبی دھوکے دے کر
لوٹتا تھا اور مسلمانوں کی زندگی کو غیر اسلامی روایات و رسومات سے

Marfat.com

بھرتا تھا، ان لوگوں کو انگریز نے خریدا، دوسری طرف کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن کی زندگی قرآن وحدیث کی تابع تھی جن کا مقصد حیات خدا کے حکم کی فرماں برداری تھا، جن کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ برابر ہٹنا گوارا نہ تھا، اور جن کی نظر میں انگریز کی حکومت مسلمانوں کی بربادی کی پیش خیمہ تھی، اور جو مغلیہ حکومت کی بربادی کے بعد دوبارہ ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لئے کوشاں تھے، لہذا انگریز کی دور بیں نظروں نے اس گروہ کی بربادی کو اور ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام کو لازم وملزوم سمجھا۔ انگریز نے خانقاہی پیروں اور مولویوں کو بتایا کہ اگر مسلمان کامیاب ہو گئے تو تمہاری قبروں کی نذریں اور چادریں، عرسوں کی آمدنیاں، میلوں اور چھڑیوں کی رونق، سب ختم ہو جائے گی۔ تیجے، دسویں بیسویں اور چالیسویں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تمہاری سرداری جو بحیثیت مشائخانہ ہے وہ سب ختم ہو جائے گی، اور خود ان لوگوں نے بھی اس چیز کو سمجھا، لہذا انہوں نے اس خالص اسلامی گروہ کی مخالفت کو اپنا مقصد حیات ٹھہرایا، دراصل دیکھا جائے تو بدعتی خانقاہی پیروں اور مولویوں کو سیاسی اور معاشی دونوں نقصان قرآن وسنت کی پیروی میں تھے، لہذا انہوں نے ان مسلمانوں کی مخالفت کی اور دل کھول کر کی ادھر انگریز کی مدد بھی مل گئی، اب بدعتی اور خانقاہی پیر اور مولوی ایک نظام میں منسلک ہو گئے، اور انہوں نے انگریز کی شہ پر فروعی مسائل میں اختلافات پیدا کر کے ایک طومار کھڑا کر دیا، اس کے بعد بدعت کے نت

دروازے کھول دیئے، اور اپنے مخالف گروہ کو وہابی کے لقب سے پکارنے لگے، دوسرا گروہ حسب دستور اسلام کی خدمت درس و تدریس تصنیف و تالیف، بلکہ تیر و سناں سے بھی کرتا رہا۔ بدعتی پیروں اور مولویوں کا مرکز ہر خانقاہ اور قبر تھی، اور وہیں ان لوگوں نے خوب ترقی کی۔ جہاں پیر پرستی اور قبر پرستی زوروں پر تھی، انگریز نے ان کی درپردہ مدد شروع کردی، ان کے مدارس کو وظیفے کسی رئیس جاگیردار یا نواب سے دلوا دیئے، خود پیروں اور مولویوں کی مدد کردی اور اس طرح مسلمانوں کو آپس میں خوب لڑایا، اور ان کو کمزور کردیا اس تفریق کے نتائج مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں اور نہ جانے کب تک بھگتیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مغلیہ سلطنت کے اختتام پر اسلام کی جو بربادی دیکھی تو ان کا دل کڑھ گیا اور اس کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوئے، ان کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے باپ کے ارادوں اور خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے ملک میں ایک ایسا طبقہ پیدا کردیا، جو قرآن و حدیث کا شیدائی تھا، جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اس گروہ کے بعض لوگوں نے درس و تدریس اور تعلیم و تعلم اور تبلیغ کو اپنے ذمہ قرار دیا، اور بعض لوگوں نے جہاد بالسیف کو اپنایا حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے

Marfat.com

جہاد کو سرانجام دیا۔ مسلمانوں کے بدعتی گروہ نے مسلمانوں کی اس تحریک کو نقصان پہنچایا، اور ان پاک بزرگوں کو اب تک سب وشتم کرتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے قبل بدایوں میں مسلمانوں کو سب وشتم کیا جاتا تھا، اور ان کو وہابی، نجدی، اسمٰعیلی اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر کافر ٹھہرایا جاتا تھا، جس کے بانی مبانی مولوی فضل رسول بدایونی تھے، مولوی فضل رسول بدایونی پہلے شخص ہیں جنہوں نے بقول مولانا مسعود عالم ندوی ہندوستان میں سب سے پہلے لفظ وہابی بطور گالی استعمال کیا، مولوی فضل رسول بدایونی کو خانقاہی پیری مریدی کا سرٹیفکیٹ مارہرہ سے ملا ہے، اس طرح مارہرہ ضلع ایٹہ، بدایوں اور بریلی نے خاص طور سے مل کر مسلمانوں کو وہابی، دیوبندی، نجدی، نیچری، وغیرہ وغیرہ گالیاں دے کر ان کو کافر و ملعون ٹھہرایا ہے، بریلی، بدایوں، مارہرہ کے علاوہ ہندوستان کے ہر جگہ کے خانقاہی بدعتی پیر اور مولوی اس ٹولی سے مل گئے، چاہے وہ کچھوچھہ شریف ہو یا پنجاب کا کوئی گاؤں، علی پور سیدان ہو یا سندھ کا کوئی گاؤں، پیر جی گوٹھ ہو جبلپور، مدراس، بنگال، غرضکہ اکناف واطراف برصغیر پاک و ہند کے ہر جگہ کے بدعتی پیر اور مولوی نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کو اپنا لیڈر تسلیم کر لیا۔ اور ان کی بدعتی سازشوں کو تسلیم کر کے مسلمانوں میں افتراق، انشقاق کی پالیسی اختیار کر لی، اس لئے اس قسم کے تمام لوگ رضا خانی کہلائے، اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نسبت سے وہ لوگ بریلوی مشہور ہوئے۔ اس عقیدہ کا ماننے والا چاہے پاک و ہند میں کسی جگہ کا رہنے

Marfat.com

والا ہو۔ لیکن وہ خود کو بریلوی کہنے سے نہیں جھجکتا یہ اور بات ہے کہ کسی بڑی عدالت میں مقدمہ کی بحث کے دوران بریلوی ہونے کا صاف انکار کر دے۔

ان لوگوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کو "اعلیٰ حضرت" کا خطاب دیا ہے مارہرہ، بدایوں، بریلی کی جملہ کارگزاریوں کو ہم حسب موقع آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے کہ ان جگہوں کے مولوی صاحبان نے انگریز سے کیا ساز باز رکھی، اور مسلمانوں کی بربادی کی کیا خدمات انجام دیں اور دے رہے ہیں، مختصراً یہ کہ قریب سو سال سے زائد عرصہ سے ان لوگوں نے مسلمانوں کو فروعی مسائل میں الجھائے رکھا، وہ مسائل کیا تھے؟ — میلاد شریف، قیام میلاد، فاتحہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی، نذر فاتحہ، نذر غیر اللہ، علم غیب، انگوٹھوں کا چومنا، قبر پہ بعد تدفین اذان کہنا، عرس کرنا، چادریں چڑھانا، آمین بالجہر، رفع یدین، قبر پرستی، پیر پرستی، محرم کا کھچڑا اور شربت، شب برات کا حلوا، غرض اسی قسم کے بہت سے معتقدات اور فروعی مسائل نکال کر مسلمانوں کو کافر ملعون و مردود ٹھہرایا اور اختلافات کا ایک طومار کھڑا کر دیا اور اپنی تمام تصنیفات اور تالیفات میں انہیں مسائل کو لوٹ پھیر کر لکھا، اور بیان کیا، ان کی کتابوں میں سوائے ان مسائل اختلافی کے اور دوسری چیزیں بہت کم ہوں گی، انہوں نے اپنی کوششوں کو تخریبی کارروائیوں پہ صرف کیا اور علمائے حق کو وہابی اور دیوبندی ٹھہرایا۔ اور ذرا سنیئے حضرت ابن قیم، امام ابن تیمیہ امام شوکانی، حضرت سید احمد شہید مولانا شاہ اسمٰعیل دہلوی، شاہ محمد اسحاق دہلوی، شاہ یعقوب دہلوی، میاں

Marfat.com

میاں نذیر حسین دہلوی، مولانا مملوک العلی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رحمت اللہ
مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی
نواب قطب الدین دہلوی، مولانا عبد الحق دہلوی (مؤلف تفسیر حقانی) مولانا شبلی نعمانی
وغیرہ وغیرہ حضرات کو انہوں نے مردود و ملعون اور کافر ٹھہرایا۔ حجۃ الاسلام
حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حضرت شاہ فضل الرحمن
گنج مراد آبادی، مولانا عبد الحئی فرنگی محلی اور مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کو
ان مولویوں نے کچھ زیادہ اچھا نہ سمجھا اور ان کے عمل و کردار کو مذبذب ٹھہرایا۔ یہ
ان بدعتی مولوی صاحبان اور پیروں کے کردار کا ایک ہلکا سا عکس ہے۔

اس گروہ کو جس کے لیڈر آخر میں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ٹھہرے
ہم رضا خانی جماعت کے نام سے لکھیں گے اور ان کے عقائد اور مسلک کو
"بریلویت" کا نام دیا جائے گا۔

اگر ایک طرف اس رضا خانی جماعت نے متذکرہ بالا ائمہ دین علماء کرام
اور فضلائے دہر کو برا بھلا کہا۔ ان کو مردود و ملعون بلکہ کافر تک ٹھہرایا تو
دوسری طرف مسلمانوں کی ہر تحریک سے بغاوت کی اور مسلمانوں کو نقصان
پہنچایا اور ہر امکانی کوشش کی کہ مسلمان ہمارے معتقد بنے رہیں، اس جماعت
نے سرسید تحریک کو نقصان پہنچایا، اکابر دیوبند کو کافر ٹھہرایا، فرنگی محل
کے علماء کو برا بھلا کہا، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس جیسے تعلیمی ادارے کی
مخالفت کی، رضا خانی جماعت نے آخر میں مسلم لیگ کی مخالفت کی۔ پاکستان
کی مخالفت کی۔ قائد اعظم مرحوم کو برا بھلا کہا اور حد تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے

Marfat.com

علامہ اقبالؒ تک کو نہ بخشا، ان کے رٹے ہوئے چارطے شدہ سرٹیفکیٹ ہیں، جو مارہرہ کی خانقاہ، بدایوں کے کالج اور بریلی کی رضاخانی یونیورسٹی سے ملتے ہیں یعنی مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے کسی کو ذرا بھی اختلاف ہو اپس وہ کافر ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ اور اس کا لقب وہابی، دیوبندی، نجدی اور نیچری ہے، صرف بریلوی عقیدہ کا آدمی ہی اہلسنت وجماعت ہے اور وہی سنی کہلانے کا مستحق ہے، اگر آپ قبر پرستی، پیر پرستی کی مخالفت کریں تو کافر، اگر آپ سرسید کے مداح تو کافر اگر آپ دیوبند سے فارغ التحصیل تو کافر، اگر ایجوکیشنل کانفرنس سے تعلق تو کافر، ندوہ سے کچھ رابطہ تو کافر اور عوام کو مغالطہ دیتے ہیں کہ یہ سنی نہیں ہیں۔ لہذا سب سے اول اہلسنت وجماعت پر کچھ تحریر کیا جاتا ہے، ساتھ ہی ساتھ سنت کا عکس بدعت کو بھی بیان کیا جائے گا۔ پھر وہابی اور اس کی حقیقت اور اس معاملہ میں انگریز کی دلچسپی نیز ہر تحریک سے رضاخانیوں کا انحراف اور ہر قائد ملت کو مردود و ملعون اور کافر ٹھہرانے کے اسباب و علل و نتائج کو بیان کیا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ اس جماعت نے اسلام اور مسلمانان برصغیر کو کیا کیا نقصان پہنچایا ہے۔

اہلسنت وجماعت

مسلمانوں میں ہر زمانہ میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور ختم ہو گئے، وجود میں آئے اور کالعدم ہوئے، لیکن جو فرقہ عموم اور کثرت کے ساتھ باقی ہے اور مسلمانان عالم کا ایک کثیر حصہ ہے وہ فرقہ "اہل سنت وجماعت" ہے، اگرچہ ایک مدت سے قبل اس کے مقابل شیعہ فرقہ سمجھا جاتا تھا مگر آج سنی کے مقابل فوراً وہابی

سمجھا جاتا ہے، اور مسلمانوں میں افتراق اور انشقاق پیدا کرنے والے ناعاقبت اندیش نام کے مولوی مسلمانوں میں سنی اور وہابی کا جھگڑا پیدا کر کے جنگ و جدال کراتے ہیں، بھائیوں بھائیوں کو لڑاتے ہیں، باپ بیٹوں میں افتراق پیدا کرتے ہیں، اپنے حلوے مانڈے، عرس اور چادروں کی آمدنی کی غرض سے بستیوں بستیوں اور قریوں قریوں میں نفرت اور اختلاف کے بیج بوتے ہیں۔ آج ان کوتاہ اندیش مولوی صاحبان نے مسلمانوں کو برباد کر رکھا ہے کم علم مولویوں نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا ہے، وہ غیروں سے بھی نہیں پہنچا ہے، انہوں نے محض اپنے اقتدار کی خاطر مسلمانوں کی ہر جماعت اور تحریک اور ہر مقصد کی مخالفت کی ہے انہوں نے مسلمانوں کو وہابی کے نام سے بدنام کیا۔ کہیں نیچری کا لقب دے کر مسلمانوں کی صفوں کو پراگندہ کیا۔

مسلمانوں کی پچھلی ایک صدی کی تاریخ اس قسم کے فتنوں سے بھری پڑی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

سنّت و جماعت

"اہل سنت و جماعت" تین لفظوں سے مرکب ہے اہل کے معنی اشخاص یعنی پیرو یہاں مراد ہیں" سنت" عربی میں راستہ کو کہتے ہیں اور مجازاً اصول مقررہ روش زندگی اور طرز عمل کے ہیں، حدیث میں سنت کا لفظ جو آتا ہے، اس کے معنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول مقررہ اور طرز عمل کے ہیں، اسی لئے اصطلاح دینی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز زندگی اور طریق عمل کو سنت کہتے ہیں، جماعت کے لغوی معنی تو گروہ کے ہیں لیکن جماعت

Marfat.com

سے مراد "جماعت صحابہؓ" ہے، اس لفظی تحقیق سے "اہل سنت وجماعت" کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ اس فرقہ کا اطلاق ان اشخاص پر ہوتا ہے جن کے اعتقادات، اعمال اور مسائل کا محور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اثر مبارک ہے، یا یوں کہیے کہ جنہوں نے اپنے عقائد واصول حیات اور عبادات و اخلاق میں اس راہ کو پسند کیا، جس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عمر بھر چلتے رہے، اور آپ کے بعد آپ کے صحابہؓ اس پر چل کر منزل مقصود کو پہنچے۔

جماعت کا فلسفہ

سنت کے ساتھ ساتھ بدعت کا مختصر ساذکر بھی ضروری تھا، کہ اس کی ضد ہے، اب ہم اصل مضمون کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں، اسلام کے اس حکم قطعی کے بعد کہ صاحب شریعت کی تعلیمات اور احکام پر کسی قسم کا اضافہ کرنا یا ان میں سے کسی جزء کو ساقط سمجھنا "سنت" کی بیخ کنی اور "بدعت" کی پرورش ہے۔ "اہل سنت" کے معنی واضح ہو جاتے ہیں، اس کے بعد سنت وجماعت کا لفظ سامنے آتا ہے، اسلام دنیا کے تمام تفرقوں کو مٹا کر تمام دنیا کی ایک عمومی برادری قائم کرنے آیا تھا، اور اس نے عرب کے متفرق قبائل کو اسلام کے ایک رشتہ میں منسلک کر دیا اور اسلام نے بآواز بلند کہا۔

انما المؤمنون اخوۃ (حجرات)	مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں
المسلم اخو المسلم لا یظلمہ	ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے
ولا یسلمہ (بخاری ومسلم)	اور نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کی اعانت،

Marfat.com

ترک کرے

ان ہی معنی کی اور بہت سی حدیثیں ہیں جن سے اہلسنت کے بعد "جماعت" کی حقیقت واضح ہوتی ہے، قرآن میں ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا — اللہ کی رسّی کو سب مل کر مضبوط پکڑو

دوسری جگہ ارشاد ہے،

ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (انعام) — اور نہ چلو کئی راہیں، پھر وہ تم کو ہٹا دیں گی اللہ کی راہ سے

اس آیت کی شرح اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے، جس میں یہ مضمون ہے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور پھر اس کے دائیں بائیں لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ سیدھی لکیر تو صراط مستقیم ہے اور داہنے بائیں کی اھواء (نفسانی ہیں) بعض دفعہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ صحیح راہ کیا ہے۔ فرمایا

ما انا علیہ واصحابی — وہ، وہ راہ ہے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں

سنت کا اتباع اور جماعت سے تعلق صحابہ کرامؓ کی زندگی کا نصب العین رہا، اور شیخین السیدین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ تک رہا، اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانہ میں جماعت شکنی شروع ہوئی، اور سبائیوں کا فتنہ اٹھا۔ اس کے دو گروہ ہو گئے۔ مگر اہلسنت وجماعت نے کسی کی طرفداری نہ کی، اس کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت میں جنگ جمل و صفین کے قضیئے نامرضیئے پیش آئے، جس نے مسلمانوں میں خارجیوں اور علویوں

کے گروہ پیدا کر دیئے مگر اہلسنت وجماعت نے نہ حضرت علیؓ کو بُرا بھلا کہا اور نہ ان کو شیخین پر فضیلت دی۔

اہلسنّت یا ناطرفدار گروہ

صحابہ کبار کی ایک بڑی تعداد اُس دور میں موجود تھی، لیکن اکثریت ان حضرات کی غیر جانبدار تھی، معدودے چند ایسے اشخاص تھے جن کو فریق کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے، بقیہ سوادِ اعظم ناطرفداری کی حالت میں تھا، جو بعض اشخاص فریق کی حیثیت سے اِدھر یا اُدھر شریک تھے وہ ایک دوسرے کو نعوذ باللہ فاسق یا کافر نہیں سمجھتے تھے۔ ان میں فرقہ بندی نہ تھی، خلافت راشدہ کے بعد کوفہ اور بصرہ اختلافات کے مرکز بنے پھر شیعہ، خوارج، مرجیہ، معتزلہ مختلف فرقے پیدا ہوتے رہے، جن کے عقائد کی تفصیل کا موقعہ نہیں، مگر اہل سنت ایسا فرقہ تھا، جس نے سنت کا اتباع اور جماعت سے تعلق قائم رکھا اس نے اپنے کو افراط و تفریط سے علیحدہ رکھا، بنو امیہ کے دور کے سازشی فرقے ہوں یا بنو عباس کے عہد کے گروہ ہوں، ان سب میں اہلسنت وجماعت کا طرزِ عمل مصالحانہ، اعتدال پسند اور قرآن وسنت کا پابند رہا۔

عقائد میں وسعت طلبی

اسلام کے اصل عقائد نہایت سادہ اور مختصر ہیں: کوئی ان کو سمیٹنا چاہے تو صرف "لا الہ الا اللہ" میں سمیٹ سکتا ہے: جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ من قال لا الہ الا اللہ، جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوا۔ اگر کچھ پھیلایئے تو وہ سارے قرآن پر محیط رہے۔ اسلام نے اصول دین کو چھ دفعات

Marfat.com

میں یکجا کر دیا ہے اور وہ وہی ہے جو سورۂ بقرہ کے اول و آخر میں ہے اور ایک حدیث میں ان کو بیان کیا گیا ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالکتب، ایمان بالملائکہ، ایمان بالیوم الآخر اور ایمان بالتقدیر، یہ دفعات صحابہ کے عہد میں بالکل سادہ تھے، مگر جیسے جیسے مسلمانوں میں خیال آرائی بڑھتی گئی ان مسائل میں نئے نئے مسائل بڑھتے گئے اور آج چودھویں صدی میں رضاخانی نے اہل سنت ہونے کا دار و مدار چند خود ساختہ غیر اسلامی بدعتانہ اور مشرکانہ رسموں پر رکھا ہے، آگے بدعت کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

بدعت سنت کے مقابل لفظ "بدعت" ہے: بدعت کے لغوی معنی "نئی بات" کے ہیں، اصطلاح شریعت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ مذہب کے عقائد یا اعمال میں کوئی ایسی بات داخل ہو جس کی تلقین نبی نے نہ فرمائی ہے اور نہ ان کے کسی حکم یا فعل سے اس کا منشا ظاہر ہوتا ہو اور نہ اس کی نظیر اس میں ملتی ہو، خود آنحضرت صلعم اور صحابہؓ نے ان دو لفظوں کو ان ہی معنوں میں مستعمل فرمایا ہے، اور کبھی سنت کے بجائے "ہدیٰ" اور بدعت کے بجائے "محدث" فرمایا ہے، لغت میں بھی یہ الفاظ مترادف ہیں ہدیٰ طریق کو کہتے ہیں اور محدث کے معنی نیا۔

صحیح مسلم میں آپؐ کا وہ خطبہ مذکور ہے جس کو دیتے ہوئے آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں اور لہجہ غضبناک ہو جاتا تھا۔

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد و   محدثاتہا و کل بدعۃ ضلالہ

اور بعد اس کے بہترین کلام خدا کا کلام ہے، بہترین طریقہ محمد کا طریقہ ہے بدترین امور نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔

مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ	میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ جانشینوں کا طریقہ اختیار کرو اور اچھی طرح پکڑے رہو، اور اس کو دانت سے دبائے رہو ہاں نئی باتوں سے بچنا، ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ابن داؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔

ایاکم والمحدثات فان محدثۃ ضلالۃ	نئی باتوں سے بچنا ہر نئی بات گمراہی ہے۔

اس قسم کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں کثرت سے ہیں۔ ان روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "نئی بات" کا لفظ فرمایا ہے، اس کی تفصیل دوسرے موقعوں پر آگئی ہے، بخاری اور مسلم دونوں میں حضرت صدیقہ عائشہؓ سے مروی ہے۔

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد	ہمارے اس مذہب میں یہ تسلیم نہیں جو اس میں نئی بات داخل کریگا جو اس میں نہیں تو وہ بات مردود ہے۔

Marfat.com

من عمل عملاً لیس علیه امرنا فھو رد — جو کوئی ایسا کوئی کام کرے گا جس پر ہمارا مذہب نہیں ہے وہ رد ہے

ابوداؤد میں یہ الفاظ ہے۔

من صنع امراً علیٰ غیر امرنا فھو رد — جس نے ہمارے عمل یا مذہب کے خلاف کوئی کام کیا ہے وہ رد ہے

ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تعلیم دنیا میں لائے جن عقائد کی تلقین آپ نے اپنی امت کو فرمائی، مذہب کا جو طریقہ عمل آپ نے متعین فرمایا اس میں باہر سے اضافہ بھی بدعت ہے، اس سے بدعت کی حقیقت ظاہر ہوئی، اور وہ یہ ہے کہ بدعت دین حق کے اندر کسی ایسی چیز کا باہر سے اضافہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اور بتائے ہوئے دین میں نہیں، نہ اس کی اصل موجود ہے نہ اس کی نظیر موجود ہے اور نہ وہ قرآن وحدیث سے مستنبط ہے اور چونکہ دین کے ہر کام میں اجر اور ثواب کا وعدہ ہے، اس لئے جب کسی چیز کو دین میں داخل دین سمجھا جائے گا تو اس پر ثواب بھی مرتب سمجھنا ضروری ہے اس لئے اگر کوئی چیز بدعت ہو تو یقیناً ثواب سے خالی ہو گی بلکہ اس کے مردود اور ضلالت ہونے کی وجہ سے اس کے کرنے سے ثواب کے بجائے گناہ ہی ہو گا اب غور کیجئے کہ رضا خانیوں کے عقیدوں میں، اعمال میں، عرس، میلاد، تیجہ دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی، پیر پرستی نیز شادی اور غمی کی تقریبات میں جو مراسم ثواب سمجھ کر کیے جاتے ہیں وہ کہاں تک موجب ثواب ہو سکتے ہیں

Marfat.com

مندرجہ بالا تشریح سے ظاہر ہوگا کہ کسی امر کے بدعت قرار پانے کے لئے
روری ہے کہ وہ اضافہ امور دین میں ہو، اگر وہ امور دین سے نہیں ہے تو مذہبی
یثیت سے اس کو بدعت نہیں کہیں گے مثلاً کوئی نئے طرز کی کوئی عمارت بنائے
ئی بلڈنگ بنائے، کوئی نئی مشین بنائے، کوئی نیا آلہ ایجاد کرے، سائنس کے
ی مسئلہ کی نئی تحقیق کرے، نیا طریقہ علاج دریافت کرے، وغیرہ وغیرہ' بدعت
ی پہچان یہ ہے کہ اس کا کرنے والا اپنے اس کام میں ثواب کا اعتقاد رکھتا ہے اور
ا ہر ہے کہ کسی کام میں ثواب یا عذاب کا ہونا عقل سے دریافت نہیں ہو سکتا
س کی دریافت کی راہ صرف ایک ہے اور وہ وحی نبوی ہے۔

رضا خانی جماعت نے اپنے حلوے مانڈے کو جائز قرار دینے کے لئے
رس اور چادروں کو دائمی بنانے کے لئے نذر و نیاز کی آمدنی کو مستقل کرنے
ے لئے بدعت کی بھی دو قسمیں قرار دے دیں، ایک بدعت حسنہ اور ایک
دعت سیئہ ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے کہ "بدعت" حسنہ کیسے ہو سکتی ہے
بکہ صاف صاف حدیث ہے "کل بدعة ضلالة" حضرت مجدد
الف ثانیؒ نے ان اقسام کا رد فرمایا ہے، آپ کے مکتوبات اس کے شاہد ہیں۔
مگر یہ رضا خانی جماعت کب ماننے والی ہے، یہاں ایک لطیفہ درج کرنا
خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ایک خاں صاحب تھے، ان سے اور دوسرے
لوگوں سے ساٹھ اور تین بیسی پر جھگڑا ہوا۔ خان صاحب کہتے تھے کہ تین بیسی
ساٹھ نہیں ہوتے ہیں، چنانچہ اپنے غصہ میں بیوی کے ہارنے کی شرط ٹھہرالی'
لوگوں نے کہا کہ بیوی سے بھی پوچھ لیجئے۔ گھر گئے، بیوی سے ماجرا بیان کیا'

Marfat.com

بیوی نے کہا کہ کیا غضب کیا تین بیسی ساٹھ تو ہوتے ہی ہیں۔ خاں صاحب بہت خفیف ہوئے مگر فوراً مونچھوں کو اینٹھتے ہوئے خاں صاحب نے کہا اگر بیوی تم خاطر جمع رکھو، جب مانوں گا نہیں تو مجھے منوا کون لے گا۔ یہی حال رضا خانی جماعت کا ہے کہ ان کی سمجھ میں کل بدعۃ ضلالہ صاف صاف حکم سمجھ میں نہیں آتا۔ اللھم احفظ من شرور انفسھم

حقیقت بدعت

"حقیقت بدعت" کے عنوان سے عام فہم زبان میں ایک ذی علم بزرگ نے کیا خوب لکھا ہے

"قانون وہی بدلے گا جو اس کو ناقص سمجھے گا یا پہلے قانون ساز سے اپنا مرتبہ زیادہ سمجھے گا بدعتی ان ہی دو صورتوں کے تحت سنت کی صورت بدلتا ہے جس سے وہ ناقابل عفو مجرم ہو جاتا ہے، بدعتی نہیں چاہتا کہ دنیا میں سنت کا وجود رہے دُنیا کی ہر بُرائی حق کے سامنے جھکی لیکن بدعت نہ جھکی نہ جھکنے کا ارادہ کیا، سنت کا وقار بدعتی کی آنکھ میں کانٹے کی طرح ہر وقت کھٹکتا ہے، اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سنت کے مٹانے میں گزرتا ہے۔ وہ خلوت وجلوت میں سنت کا نام لینا گوارا نہیں کرتا وہ خدا اور رسول سے مقابلہ کرنے کو ہر وقت کمربستہ رہتا ہے، یعنی جس طرح خدا اپنے نافرمانوں کو دوزخی بناتا ہے واضح رہے، اسی طرح بدعتی اپنے نافرمانوں کو دوزخی بناتا ہے جس طرح ہر نئی چیز پرانی چیز کی

Marfat.com

وقعت کم کر دیتی ہے اسی طرح بدعت نئی چیز ہونے کی وجہ سے سنت کا وقار کھو دیتی ہے۔ مثال کے طور پر مصافحہ مسنونہ کو لے لیجئے جس کا ملاقات کے وقت کرنا سنت ہے، اس سے کدورت کم ہو گی، محبت بڑھے گی، گناہ معاف ہو جائینگے اہل بدعت کی آنکھ میں سنت کا یہ وقار خار بن کر کھٹکا اور جھٹ اس کی صورت بدل کر ایک خاص وقت مقرر کر دیا جس سے اس کے تمام فضائل پر پانی پھر گیا نہ ایک رسم ہو گئی جو وقت مقررہ پر ادا ہوتی رہتی ہے، یہ رسمی مصافحہ قریب قریب مسنون مصافحہ کا نام مٹا چکا ہے مشاہدہ شاہد ہے کہ رسمی مصافحہ میں سوائے رسم ادا کرنے کے اور کوئی فائدہ نہیں اس مصافحہ کو تو کرتے لوگوں کی عمریں گذر گئیں لیکن دلی کدورتوں میں کسی قسم کا فرق نہ آیا۔ اب آپ مصافحہ مسنونہ کا تجربہ کریں۔ ایک مرتبہ میں نہیں تو دو چار مرتبہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہر کدورت محبت سے بدل جائے گی مگر سنت کی صورت بدلنے والا سنت کا وقار کھونے والا، سنت کا احیاء کبھی گوارا نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنا مرتبہ رسول ؐ کے مرتبہ سے کم نہیں سمجھتا، اگر کم سمجھتا تو سنت کی صورت کبھی نہیں بدلتا، پھر اس کی دلیری دیکھو کہ اس بدعت کا جواز ان احادیث اور واقعات کے غلط نتائج سے کرے گا، جن نتائج تک نہ صحابہ کرام کا علم پہنچا، نہ ائمہ مجتہدین کی عقل پہنچی

Marfat.com

گویا اس کے نزدیک معاذ اللہ وہ سب بیوقوف، بے عقل، اور بے سمجھ تھے، جب بدعتی بدعت کا اس قدر حامی ہو تو کیا دین میں کوئی طاقت ایسی ہے جو اس کو سنت پر عمل کرا سکے، آج مسلمانوں پر روزمرہ جو نئے نئے مصائب کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں وہ سنت کی صورت بدلنے کی سزائیں ہیں، پہلی امتیں اپنے نبی کی سنت کی صورت بدلنے کی وجہ سے تباہ وبرباد کی گئیں، موسیٰ علیہ السلام کی امت نے پہلے سنت کی صورت بدلی تھی بعد کو سور اور بندر بنائی گئی تھی، موجودہ زمانہ کے بدعتیوں کی گو صورتیں نہیں بدلی گئی ہیں لیکن سیرتیں حیوانوں سے بھی بدتر کر دی گئی ہیں یہ حیوانیت نہیں تو اور کیا ہے کہ مسلمانوں کو فروعات کی جنگ میں مبتلا کر کے اصول کا نام ونشان میٹ دیا، یہ حیوانیت نہیں تو اور کیا ہے کہ اخوۃ ایمانی کی جگہ بغض وعداوت پھیلا کر اسلام کا شیرازہ بکھیر دیا، یہ حیوانیت نہیں تو اور کیا ہے، خدا کی شان غفاری بیان کر کر کے مسلمانوں کو شان قہاری سے غافل بنا دیا یہ حیوانیت نہیں تو اور کیا ہے کہ خوشخبریاں سنا سنا کر مسلمانوں کو گناہ کرنے پر دلیر بنا دیا مختصر یہ کہ دنیا کی تمام برائیوں کے مجموعہ کا نام بدعت ہے جس کی تشریح تحریر وتقریر سے باہر ہے۔ آخر میں صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

Marfat.com

من احدث حدثا اوادی	یعنی جو شخص بدعتوں پر عمل
محدثا فعلیہ لعنتہ اللہ	کرنے والے کو اپنے پاس بٹھائے
والملئکۃ والناس اجمعین	گا اس پر اللہ اور اللہ کے
	فرشتوں اور سب آدمیوں کی
	لعنت ہوگی۔

اب آپ بتائیں کہ جب ایسے شخص کو پاس بٹھانا اس قدر برا ہے تو وہ کتنا برا ہوگا؟

غرض بدعت کی حقیقت خوب اچھی طرح واضح ہوگئی، اب ہمیں مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں رضاخانی جماعت کے اعمال کا جائزہ لینا چاہئیے، ان کے معتقدات، ان کے اعمال، ان کی تحریریں، ان کی تصنیفات ان کی تالیفات، ان کے فتاوے، ان کی تقریریں، ان کے مدارس، ان کی خانقاہیں، سب کے سب، سچ پوچھئے تو بدعات کا مجموعہ ہیں، تفصیلات حسب موقعہ آئیں گی۔

Marfat.com

باب دوم

اسلام ہندوستان میں

اگرچہ پہلی صدی ہجری میں سندھ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا، اور کئی سو سال تک یہ صوبہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا، اور اسلامی عقائد تہذیب وتمدن کا دیرپا اثر سندھ پر ہوا، ہندوستان میں دراصل پاکستان کی پہلی بنیاد یہی تھی، مستقل حکومت کا دروازہ سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کی فتوحات سے کھلا۔ سلطان مسعود ابن سلطان محمود کے زمانہ میں حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رح مبلغ اسلام کی حیثیت سے وارد پنجاب ہوئے اور تبلیغ کا کام شروع ہو گیا، ۶۰۲ھ میں ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ قطب الدین ایبک لاہور میں تخت نشین ہوا، اس کے بعد بہت جلد دہلی سلطنت اسلامیہ کا دارالسلطنت قرار پایا، اگرچہ قطب الدین ایبک کے ہمراہ علماء کی کوئی نمایاں تعداد نہ تھی مگر کچھ عرصہ قبل حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اجمیر میں آکر فروکش ہو چکے تھے

Marfat.com

...شد و ہدایت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا، اس کے بعد ممالک اسلامیہ میں ...انہ جنگی کا دور شروع ہوا اور مغلوں نے مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا، ...۶۱۶ھ میں چنگیز خاں نے سمرقند و بخارا کا علاقہ فتح کر کے خراسان کی طرف ...یش قدمی کی، اور خون کے دریا بہادیئے، بعض مورخین کا بیان ہے کہ سولہ لاکھ ...می قتل ہوئے، اس زمانہ میں ہندوستان کی حکومت میں امن تھا، لہذا ...سلمانوں نے بھاگ کر ہندوستان میں پناہ لی، اور خلافت بغداد کی ...بادی کے بعد ہندوستان میں ایرانی اور خراسانی مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ ...روع ہو گیا، مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاںؒ لکھتے ہیں[1]: -

"مغلوں کے پچاس سالہ مظالم نے حوصلوں کو پست اور خیالات کو تنگ کر دیا تھا، ہندوستان میں جہاں سپاہی پیشہ مسلمانوں نومسلموں اور ہندوؤں کی آبادی تھی اور فاتح حکمراں ہونے کی حیثیت سے اس وسیع و زرخیز ملک میں مسلمانوں کو ہر قسم کی فراغت و راحت میسر تھی، ان آنے والوں (ایرانی و خراسانی) نے اپنی خاندانی عظمت اور برباد شدہ دولت و حشمت کا یقین دلا کر عزتیں اور جاگیریں حاصل کیں، اور فوجی و انتظامی عہدوں پر مامور ہوئے۔"

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے عجم کے خصائص میں سازش، گروہ بندی، باتوں ...وں میں کام نکال لینا قرار دیا ہے[2]۔ ظاہر ہے کہ گروہ کے گروہ ہندوستان میں ایران و خراسان

---

[1] قول حق صفحہ ۱۱۔ [2] رسالہ اہل سنت والجماعت

Marfat.com

سے آرہے ہیں۔ لہٰذا یہاں کی مذہبی حالت کا متاثر ہونا ان سے ضروری ہے۔

ہندوستان میں مبلغین کی کمی تھی اور اسلام زیادہ تر صوفیاء کرام کے ذریعہ پھیلا، ان آنے والوں نے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انہیں خانقاہوں کی طرف رُخ کیا، اور انہیں میں شامل ہو کر اور کہیں کہیں تصوف کا لبادہ اوڑھ کر اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی، باطنیہ و قرامطیہ فرقے اسی طرح ہندوستان میں پھیلے غرض آٹھویں صدی کے شروع تک ہندوستان میں یہاں کے مرکزی شہروں میں البتہ اسلام کی حیثیت بہتر اور اعلیٰ تھی، بقیہ ملک کی حالت چنداں اچھی نہ تھی، ہندوستان کا اسلام ابھی تک خراسان ہی کے اسلام کا ہوا عکس اور سایہ تھا، یہاں کے فاتح اور حکمران امیرانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور عوام نام کے مسلمان تھے، سلطان علاؤ الدین خلجی کے دور کا مشہور واقعہ ہے، کہ حضرت شمس الدین ترکؒ ایک مصری عالم جو بڑے محدث تھے، اور حدیث کی بہت سی کتابیں لے کر آئے تھے ہندوستان کی مذہبی بے راہ روی کا حال سنکر ملتان سے مصر واپس چلے گئے،

ضیائے برنی اپنی تاریخ "فیروز شاہی" میں لکھتا ہے:۔

"واپس جانے سے پہلے انہوں نے ایک خط یا رسالہ لکھ کر سلطان خلجی بادشاہ دہلی کے پاس روانہ کیا تھا، اس میں لکھا تھا۔ کہ میں مصر سے دہلی کا ارادہ کر کے چلا تھا کہ دہلی میں قیام کر کے علم حدیث کی اشاعت کروں گا محض خدا اور رسولؐ کی خوشنودی کے لئے آیا تھا کہ لوگوں کو علم حدیث کی طرف متوجہ کر کے خیانت

Marfat.com

پیشہ مولویوں اور بددیانت عالموں کی روایتوں سے نجات دلاؤں، لیکن چونکہ آپ خود ہی نماز نہیں پڑھتے اور نماز جمعہ بھی ادا نہیں کرتے لہذا میں ملتان ہی سے واپس جا رہا ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ کے شہر میں احادیث نبوی پر کوئی عمل نہیں کرتا، میں حیران ہوں کہ وہ شہر جس میں حدیث نبوی کے ہوتے ہوئے دوسرے لوگوں کی روایتوں پر عمل کرتے ہیں تباہ کیوں نہیں ہو جاتا، اور عذاب الٰہی ان پر کیوں نازل نہیں ہوتا، میں نے سنا ہے کہ آپ کے شہر میں سیاہ رو بدبخت مولوی فتوے اور نامعقول روایتوں کی کتابیں کھولے ہوئے مسجدوں میں بیٹھے رہتے ہیں اور روپیہ پیسہ لے کر لوگوں کو قسم قسم کے حیلے اور جھوٹی تاویلیں بتاتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے حق کو بھی باطل کرتے اور خود بھی غارت ہوتے ہیں۔ (آئینہ حقیقت نما جلد اول از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)۔

محمد تغلق کا عہد

اس کے بعد محمد تغلق کے دور میں کتاب و سنت کی اشاعت کا خصوصی انتظام و اہتمام نظر آتا ہے، اس نے مراسم پرست قاضیوں، آباء پرست فقیہوں اور نفس پرست اماموں کو موقوف کر کے کتاب و سنت سے واقف اور اس پر عمل کرنے والے علماء کو تلاش کیا، جب اس کو معلوم ہوا

کہ حضرت خواجہ نصیر الدین اودھیؒ المعروف بہ چراغ دہلی کتاب وسنت کے عالم اور احادیث نبویؐ پر عامل ہیں تو ان کو بھی حدیث کی باقاعدہ اشاعت کی ترغیب دی، مشہور سیاح اور عالم ابن بطوطہؒ کو دہلی کا قاضی مقرر کیا، اس باخدا اور روشن خیال اور متبع کتاب وسنت سلطان نے جب شرکیہ اور بدعیۃ مراسم کے خلاف کوششیں کیں تو تمام عالم نما جاہل اور مسلم نما بددین لوگ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور اس کے خلاف ایک مستقل محاذ قائم کرکے اس کا خاتمہ کردیا ہندوستان میں شرک وبدعت اور آبار پرستی کے خلاف یہ پہلی کوشش تھی اور یہی وہ زمانہ تھا کہ ۸۰۱ھ میں مصر کے بادشاہ فرح بن برقوق چرکس نے خانہ کعبہ میں منجملہ سات یا زیادہ مصلوں کے صرف چار مصلے باقی رکھے۔

اس زمانہ تک خانۂ کعبہ کے متعدد مصلوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ ہر شخص جس مصلے پر چاہتا نماز ادا کرتا اور ایک امام کے پیچھے ایک ہی جماعت میں سب نماز ادا کرلیتے، فرح بن برقوق نے چار مصلے قائم کرکے چار امام مقرر کئے اور چار جماعتوں کا سلسلہ جاری کیا اس زمانہ کے مسلمانوں اور ہر ملک کے مسلمہ علماء نے اس کی مخالفت کی مگر بیکار ثابت ہوئی اور اس سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے بھی ۶۰۵ھ میں مصر کے بادشاہ ملک الظاہر نے مصر میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چار قاضی مقرر کرکے چار فقہی مذاہب کو مخصوص ومتعین کیا تھا، یہاں یہ بات خالی از دلچسپی نہیں ہے، کہ رضاخانی جماعت کے لوگ جو حج کے لئے جاتے ہیں، وہ لوگ جماعت سے الگ نماز پڑھتے ہیں، اور جماعت کے ساتھ نماز نہیں

Marfat.com

پڑھتے ، یہ کون سمجھائے کہ جماعت کے ثواب سے محروم رہنا بدبختی ہے،
ہم نے خود دیکھا کہ نماز کے موقعہ پر یہ لوگ باتوں میں مشغول رہے اور
چپ چھپا کر اپنی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لی۔

آٹھویں صدی ہجری کے خاتمہ پر جنوبی ہند میں سلطان محمود شاہ
بہمنی نے کتاب و سنت کی اشاعت میں کوشش کی ، اور نویں صدی ہجری
میں اس کے ہم نام وزیر السلطنت خواجہ محمود گاواں کی مساعی جمیلہ سے
علم دین کا چرچا ہوا بعض دینی مدارس بھی جاری ہوئے ، گجرات میں
سلطان محمود بیکرہ کی دین پروری اور قدر دانی علم نے علماء ربانی کے لئے
احکام دین کی تبلیغ و اشاعت کا موقعہ بہم پہنچایا ، اور ملک المحدثین مولانا...
رجیہ الدین مالکیؒ جو مصر و شام ہوتے ہوئے گجرات آئے تھے ، ان کو گجرات
میں قیام کرنے پر مجبور کیا۔

سید محمد جونپوری اور شیخ علائیؒ کے ذریعہ کتاب و سنت کی اشاعت

دسویں صدی ہجری میں طوفان جہالت اور شرک و بدعت کی ظلمت و ضلالت کو
دیکھ کر جونپور سے سید محمد صاحب جو مہدی جونپوری کے نام سے مشہور ہیں محض
کتاب و سنت کی اشاعت پر کمر بستہ ہوئے ، ان کے دعوئے مہدویت کے
متعلق لوگوں نے بہت سے شبہات پیدا کر دئے تھے ، اور یہ عقدہ یوں حل
ہو جاتا ہے کہ اس وقت کے حکمراں طبقہ کو ان سے خطرہ تھا۔ لہٰذا انہوں نے

سید محمد جونپوری کو خوب بدنام کیا، جیسے کتاب وسنت کے شیدائیوں کو بدبختوں نے وہابی کے نام سے بدنام کیا ہے، اسی طرح اس وقت کی حکومت کے تنخواہ دار مولویوں نے سید محمد جونپوری کی تحریک کو بدنام کیا، اور دوسری داخلی یقینی شہادت یہ ہے کہ عہد اکبر کا مشہور مورخ کتاب وسنت کا پابند عالم ملا عبدالقادر بدایونی (المتوفی ۱۰۰۴ھ) سید محمد جونپوری کی تحریک کی تعریف کرتا ہے، اور شہادت دیتا ہے کہ اس تحریک سے کتاب وسنت کی اشاعت ہوئی، غرض یہ متفقہ بات ہے کہ سید محمد جونپوری خود بھی قرآن وحدیث کے بے حد پابند، اور ان کی جماعت کے تمام آدمی کتاب وسنت کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف متوجہ نہ تھے، انہوں نے جونپور سے لے کر راجپوتانہ سندھ گجرات اور دکن تک کتاب وسنت کی تبلیغ کا انتظام کیا، اور بڑے بڑے سرداروں، حاکموں اور سپہ سالاروں کو بھی کتاب وسنت کا پابند بنا دیا، آخر میں ۹۱۰ھ میں فوت ہوئے، ان کے شاگردوں، اور عقیدت مندوں میں شیخ خضر ناگوری، سید محمود ابن سید محمد جونپوری اور شیخ عبداللہ نیازی نے اس سلسلۂ اشاعت کتاب وسنت کو جاری رکھا، اور آخر میں شیخ علائی بیانوی نے اس خدمت کو سب سے زیادہ جوش وخروش کے ساتھ انجام دیکر اس کام میں اپنی زندگی تمام کردی، شیخ علائی کے متعلق جب اس زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں سے سلیم شاہ ابن شیر شاہ نے فتوے طلب کئے تو جسقدر بدعتی مراسم پرست، اور دنیا طلب مولوی تھے سب نے شیخ علائی کے کفر اور قتل کا فتوٰی دیا، ہم منتخب التواریخ سے شیخ علائی

Marfat.com

سزا دینے کا حال لکھتے ہیں:۔

"شیخ علائیؒ بیانہ میں مقیم تھا کہ مخدوم الملک کے ورغلانے سے سلیم شاہ نے حاکم بیانہ کو حکم بھیجا کہ شیخ علائیؒ کو فوراً حضوری میں روانہ کردو، حاکم بیانہ نے شیخ علائیؒ سے کہا کہ آپ کسی دوسری طرف نکل جائیں شیخ علائیؒ نے یہ بات قبول نہ کی، اور خدا کے بھروسہ پر اس شاہی لشکر میں داخل ہوگیا، اور سلیم شاہ کو سنت کے طور پر سلام علیک کیا، ایک امیر نے زبردستی شیخؒ کی گردن ٹیڑھی کردی، اور کہا کہ اے شیخؒ بادشاہوں کو اس طرح سلام کیا کرتے ہیں، شیخؒ نے اس کی طرف خفگی کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ جو سلام کہ سنت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو کیا کرتے تھے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کرتے تھے وہ یہی طریقہ ہے جو میں نے کیا، اور اس کے سوا میں اور کوئی سلام نہیں جانتا، سلیم شاہ نے غصّہ ہوکر پوچھا کہ علائیوں کا پیر یہی ہے ملا عبداللہ جو موقع کی گھات میں تھا کہنے لگا کہ یہی ہے، تب سلیم شاہ کے اشارہ سے لوگوں نے اس بیچارہ کو بہت ہی لات گھونسے، لکڑیاں، اور۔۔۔ کوڑے مارے، شیخ کو جب تک ہوش رہا یہ آیت پڑھتے رہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝

سلیم شاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ ملا عبداللہ نے کہا کہ مجھ کو اور

Marfat.com

تم کو کافر کہہ رہا ہے، سلیم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا، اور ان کو اور زیادہ ایذا دی، غرض سلیم شاہ ایک گھنٹے سے زیادہ سوار کھڑا رہا، اور اس مظلوم کو بے گناہی کی سزا دیتا رہا جب جان لیا کہ ان کا دم نکل گیا تب چھوڑ دیا، یہ دنیا پرست مخدوم الملک اور زر پرست شیخ الاسلام کے کارنامے تھے۔
ان پیٹ کے کتوں نے شروع شروع میں اکبر کے دور میں بھی خوب مزے کئے آخر میں مردود معتوب ہوئے۔

آخر میں سید محمد جونپوری کے متبعین ان کو مہدی موعود قرار دے کر افراط و تفریط میں مبتلا ہو گئے، اور انہوں نے گمراہی اختیار کی۔

اکبری دور

ہندوستان میں تمام مولویوں کے سرتاج اور عہد افغانیہ کے متذکرہ بالا شیخ الاسلام ملا عبداللہ سلطانپوری تھے یا شیخ عبدالنبی گنگوہی، چنانچہ شیخ عبدالنبی کو اکبر نے ہندوستان کا صدر الصدور بنا کر ملا عبداللہ سلطان پوری کو مخدوم الملک کا خطاب دے کر شیخ الاسلامی کا عہدہ سپرد کیا، آئندہ چل کر جب ان دونوں کا ملا مبارک کے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی سے واسطہ پڑا تو بہت جلد ان کا بھرم کھل گیا۔

دربار شاہی کی لامذہبی اور الحادیہ احکام کا نفاذ

ہندو نویں صدی ہجری میں ہی طاقتور اور ملک کے اکثر قطعات پر قابض و فرماں روا ہو گئے، اب ان کے ساتھ مسلمانوں کی رشتہ داریاں

بھی شروع ہوئیں، اور مغلیہ سلطنت میں ان کو وزارت عظمیٰ، سپہ سالاری اور صوبوں کی حکومتیں مل گئیں، ایران کے شیعہ ہندوستان کے ہندو، اور ملحد بے دین نام کے مسلمان ان تین قسم کے آدمیوں سے دربار شاہی آباد تھا، یہی لوگ سربرآوردہ تھے، ماہ آبان اور دوسرے مخصوص ایام تھے، جب کوئی جانور قطعی ذبح نہیں کیا جاسکتا تھا، میر فتح اللہ شیرازی شیعی صدر الصدور تھے، گائے، بھینس، اونٹ کو حرام قرار دیا گیا، سورج کے ہزار ناموں کی پرستش شروع ہوئی، سنہ ہجری کی بجائے نئی سنہ شروع ہوا۔ غسل جنابت موقوف ہوا، مسجدیں ویران، اسلام کا تمسخر ہوا، تفصیلات کا موقع نہیں، منتخب التواریخ میں تمام واقعات موجود ہیں، جہانگیر کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو کتاب و حدیث کی تبلیغ کی وہ اظہر من الشمس ہے، اور اس کام کو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے تکمیل کو پہنچایا، اگرچہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کو قید و بند کی تکلیف بھی دی مگر کتاب و سنت کے شیدائی اس کی کب پرواہ کرتے ہیں، آخر حق کی فتح ہوئی۔

عالمگیرؒ کی مساعی جمیلہ گیارہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں حضرت عالمگیرؒ نے ملحد داراشکوہ کو لحد کے تختہ تک پہنچا کر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور اس صدی کے آخری حصہ میں نہ صرف شمالی ہند کے طوفان الحاد و پیر پرستی کو مٹایا بلکہ دکن کی شیعیت کا بھی استیصال فرمایا۔ اس کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ تورۂ چنگیزی کی اکثر مراسم کفریہ کو مٹایا، اور فتاوائے عالمگیری تالیف کرائی، اس کے اثر سے

نہ صرف چنگیزی آئین منسوخ ہوئے بلکہ ہندو اثر بھی کم ہوا۔

ان چند صفحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام کا مدو جزر کس طرح ہوا، کتاب وسنت کی تبلیغ کا کیا حال رہا، بدعت کی کیسی گرم بازاری رہی، دنیا کے پجاری نام کے مولویوں نے حق پرست علماء اور کتاب وسنت کے عامل حضرات کو کس طرح بدنام کیا، اور کیسے پھانسیاں دلوائیں، جیسے آجکل حق پرست اور کتاب وسنت کے عامل کو "وہابی" کے نام سے بدنام کیا جاتا ہے اور ان پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے، یہ سب کچھ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اب ہم قبل اس کے کہ ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہؒ۔ حضرت سید احمد شہیدؒ مولوی اسمٰعیل شہیدؒ کی کوششوں کا ذکر کریں اور ہندوستان کی ان پاک و بزرگ ہستیوں کے کارنامے بیان کریں جن کو رضاخانی وہابی کہتے ہیں، اس سے قبل نجد کی تحریک و دعوت کتاب وسنت کا مختصر سا ذکر کر دیں۔ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی کیفیت بیان کر دیں کہ جن سے تعلق پیدا کر کے، دونوں گروہوں کو بدنام کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

باب سوم

وہابیت

ہندوستان میں مغلیہ حکومت کے زوال کے بعد اور انگریزوں کی حکومت کے مستحکم ہونے کے وقت طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا، صوبہ دار آزاد تھے مرہٹے شمالی ہندوستان بلکہ روہیلکھنڈ تک دھاوے مار رہے تھے، مسلمان رؤسار اور امرار عیش پرستی میں ڈوبے ہوتے تھے، عوام بدحال تھے، علمار مدہوش تھے اسلام پر ایک کسمپرسی کا عالم تھا، اس زمانہ میں سید احمد شہیدؒ اور ان کے خلفار مولوی اسمٰعیل شہید دہلویؒ، مولوی کرامت علی جونپوریؒ، مولوی ولایت علی پٹنویؒ مولوی عنایت علیؒ وغیرہ حضرات نے مسلمانوں کی اصلاح و درستی کے لئے کوشش کی ظاہر ہے کہ انگریز کو اس تحریک سے نقصان تھا۔ لہذا اس نے اس تحریک کی کھلی مخالفت کی چونکہ اس تحریک کا مقصد دور نبویؐ اور دور خلفار راشدینؓ کے اسلام کا احیار تھا۔ لہذا بدعتی اور زر پرست مولویوں نے بھی اس کو چنداں اچھی نظر سے نہ دیکھا، اتفاق کی بات اسی زمانہ میں عرب میں بھی وہاں کی مذہبی و سماجی خرابیوں کی بنار پر تجدید و اصلاح دین کی تحریک شروع

Marfat.com

ہوئی جس کے قائد شیخ محمد بن عبدالوہابؒ تھے، ترکی کا اس وقت عرب پر اقتدار تھا لہذا ترکی کو نقصان اٹھانا پڑا، پھر اس تحریک کو مصر کے بادشاہ محمد علی پاشا نے ہوا دی اور یہ دونوں ملک انگریزوں کے دوست تھے، وہاں اس تحریک کو "وہابی" کے لقب سے موسوم کیا گیا۔ لہذا ہندوستان میں بھی سید احمد شہیدؒ کی تحریک کو شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدیؒ کی شاخ اور تتمہ بتایا، بلکہ بعض انگریز مصنفین نے یہاں تک لکھ مارا کہ حضرت سید احمد شہیدؒ جب حج کو گئے تو شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے پڑھ کر آئے حالانکہ سید احمدؒ کی پیدائش ۱۷۸۶ء کی ہے، اور شیخ کا انتقال ۱۷۸۷ء میں ہوجاتا ہے، یہ اتفاق کی بات ہے کہ دونوں تحریکیں ایک ہی جذبہ اور ایک ہی مقصد کے لئے وجود میں آئی تھیں، اور اس وقت کے احول کے اعتبار سے کم وبیش ایک ہی طریقہ کار دونوں نے اختیار کیا، لہذا دونوں تحریکوں کو ملادیا جاتا ہے۔

مولانا مسعود عالم ندویؒ لکھتے ہیں[1]

> حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک تجدید وجہاد یا ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک عام طور پر وہابی تحریک کے نام سے یاد کی جاتی ہے، اور اپنوں، غیروں، تمام حلقوں میں یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ نجد کی دعوت توحید واصلاح سے اس کا ڈانڈا ملادیا جائے، ہرچند کہ دونوں تحریکوں کا سرچشمہ (کتاب وسنت) ایک ہے اور رجحانات بھی ملتے جلتے ہیں، پھر بھی یہ واقعہ ہے کہ دونوں کی نشوونما

---

[1] ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک۔ از مسعود عالم ندوی مرحوم

الگ الگ ہوئی اور ایک پر دوسرے کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

" ہر چند کہ لفظ وہابیت کا اطلاق دنیا کی کسی تحریک پر صحیح نہیں نجد کی دعوت کے علم بردار شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی طرف اگر نسبت کرنا ہے، تو محمدی کہنا چاہیئے، علاوہ بریں ان کے ماننے والے اپنے کو "حنبلی" کہتے ہیں، علمائے حنابلہ کی کتابوں پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ محمد بن عبدالوہابؒ نے ان سے زیادہ ایک حرف نہیں کہا، البتہ عزم وعمل کی مُردہ قوتوں کو ضرور بیدار کیا ہے اور بے جان پیکروں میں زندگی کی حرارت ڈالدی، اور ایک پورے خطہ کو اسلامی رنگ میں رنگ دیا۔ اور آپ جانتے ہیں یہ ایسا گناہ ہے، جسے شاطران فرنگ اور ان کے ہواہ خواہ معاف نہیں کرسکتے نجد کے بعد" وہابیت" کا لیبل سید احمد شہیدؒ کے ساتھی ہندوستانی مجاہدینؒ پر لگایا گیا، اور یہ گالی بدعتیوں (اور رضاخانیوں) کی وجہ سے اتنی مشہور ہوچکی ہے (کہ بعض اچھے خاصے مسلمان بھی مجاہدین کو) "وہابی" ہی کے نام سے پکارتے ہیں۔"

وہابیت کیا ہے ؟

بارھویں صدی ہجری میں اسلامی دُنیا بُری طرح زوال کی طرف مائل تھی، اجتہاد ونظر کے دروازے بند ہوچکے تھے، مسلمان ہر شعبہ میں پستی کی طرف مائل تھے تصوف کے توہمات نے خالص اسلامی توحید کو چھپا دیا تھا، مسجدیں ویران اور قبریں آباد

Marfat.com

تھیں تعویز گنڈوں میں دُنیا پھنس گئی تھی، قرآن کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا، خصوصاً جزیرۃ العرب کے قلب (نجد) کی حالت اور بھی خراب تھی، کم سے کم جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ کہ اہل نجد اخلاقی انحطاط میں حد سے گذر چکے تھے۔ ان کے معاشرہ میں نیکی و بدی میں کوئی امتیاز نہ تھا، مشرکانہ عقیدے دلوں میں گھر کر گئے تھے۔ زید بن خطاب کی قبر کی پرستش ہوتی تھی، بعض دوسرے صحابہؓ کے نام سے منسوب قبریں پوجی جاتی تھیں، یہ سب کچھ دین اور مذہب کے نام پر ہوتا تھا، سیاسی حالت اس سے بھی بدتر تھی، اس پُر آشوب اور ناموافق ماحول میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے مسلمانوں کو خالص توحید و سنت کی دعوت دی، اس دعوت کو بعض سیاسی مصالح کی بنا پر مصری، ترکی اور انگریزی تگڈم نے وہابیت کے نام سے مشہور کیا اور شیخ پر الزام لگایا اور اس تحریک کو اس طرح مشتہر کیا کہ گویا اسلام کے علاوہ کوئی مذہب ایجاد ہوا، لہذا مختصر سا حال شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ داعی تحریک کا مع ان کی مساعی جمیلہ کے بیان کیا جاتا ہے۔

شیخ کا حال اور ان کی مساعی جمیلہ

محمد بن عبدالوہاب سنہ ۱۱۰۵ھ ۱۷۰۳ء میں عُینیہ کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کے دادا سلیمانؒ بن علی اپنے زمانہ کے مشہور عالم اور علماء نجد میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے تھے، ان کے چچا ابراہیم بھی ممتاز عالم تھے۔ شیخ کے والد عبدالوہاب بھی فقہ میں دخل رکھتے تھے، اور ایک عرصہ تک قاضی رہے۔ شیخ آغاز طفولیت سے نہایت ذہین تھے اور بہت اچھا قوت حافظہ رکھتے تھے دس برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا، اپنے والد سے فقہ حنبلی کی کتابیں پڑھیں اور بچپن

ہی میں حدیث و تفسیر کی کتابیں کثرت سے مطالعہ کیں، ان کے والد عبدالوہاب شیخ کے علم سے اس قدر متاثر تھے کہ نو عمری ہی میں امامت کے لئے ان کو آگے بڑھایا، کم سنی ہی میں حج بھی کر لیا۔ اس کے بعد شیخ نے حجاز میں جاکر تشنگی علم کو بجھایا، اور عبداللہ بن ابراہیم اور شیخ محمد حیات سندھی وغیرہ علماء سے علم حاصل کیا اور مصر میں شیخ محمد مجموعیؒ سے استفادہ فرمایا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب بچپن ہی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف مائل تھے، چنانچہ تبلیغ و ارشاد کے سلسلہ میں شیخ کو سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا، مگر شیخ نے سب کو مردانہ وار جھیلا اور توحید کی دعوت دی، غیر اللہ کے آگے سر خم کرنے، مقبروں، دیبوں سے مدد مانگنے، نیکوکار بندوں کو معبود ثانی بنانے سے روکنے کی کوشش کی۔ قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں مسنون طریقہ کے خلاف جو بدعتیں رائج تھیں، ان کے مٹانے کو عملی قدم اٹھایا، بس پھر کیا تھا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا، اور خوب مخالفت ہوئی، مگر تبلیغ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ شیخ کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ مولوی مسعود عالم ندوی "محمد بن عبدالوہاب" میں لکھتے ہیں:۔

> "تمام رکاوٹوں کے باوجود دعوت کا حلقہ وسیع تر ہوتا گیا، اور مطوّع درعیہ سے نکل کر نجد کے تمام علاقوں میں پھیل گئے تا آنکہ کم از کم قلب جزیرہ حضرت سیدنا محمد بن عبداللہ (روحی بابی دامی صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اپنی اصلی صورت میں جلوہ گر ہو گئیں۔"

ترکی و مصری اور انگریزی حکومتوں سے ٹکراؤ

ترکوں کا حجا پر اقتدار او
حکومت تھی، اور کعبہ کی خدمت میں مطلق العنان حاکم تھے، انہوں نے وہابیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو ایک نظر پسند نہیں کیا، اور خصوصاً جبکہ آل سعود نے سیاسی پیش قدمی شروع کی، شریف مکہ نے اِن بادۂ توحید و سنت سے مست متوالوں کے حج پر پابندیاں عائد کیں، ان کو برباد کیا، ان کو لوٹا، اور جب کسی طرح پیش نہ گئی تو حاکم مصر محمد علی پاشا کی امداد سے ان لوگوں کو سخت زک پہنچائی، محمد علی پا کی فوج میں انگریز بھی موجود تھے، مصری فتح پر بمبئی کے گورنر نے انگریزوں کی جانب سے مبارکباد کا وفد بھیجا کہ وہابیوں کو شکست ہوئی، تو اچھا ہوا، وجہ یہ تھی کہ انگریزوں کا مفاد خلیج فارس میں تھا، لہذا ان کو اس جماعت سے خدشہ ہوا، اس طرح ترکی، مصری اور انگریزی پروپیگنڈے سے یہ حق والی جماعت بدنام ہوئی ترکی اور مصری حکومتوں نے تنخواہ دار مولوی اور پیر فراہم کئے اور ان کے خلاف الزامات اور اتہامات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا، انگریز کب رہ جانے والا تھا اس نے پھر ان ہی مولویوں اور پیروں سے کام لے کر سید احمد شہیدؒ اور اسمعیل شہیدؒ کی جماعت کو "وہابی" کے لقب سے موسوم کر کے بدنام کیا۔

اس ترکی اور مصری گٹھ بندھن کے سلسلہ میں مختصر سا سیاسی خاکہ پیش کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کو جب دعوت کے سلسلہ میں سخت مظالم برداشت کرنے پڑے تو وہ اپنے وطن عیینہ سے نکلنے پر مجبور ہوئے اور آخر چند

Marfat.com

ہم سون کے ابتلاء کے بعد درعیہ (نجد کے امیر محمد بن سعود کے یہاں پہنچے جہاں ان کو پناہ ملی اور امیر کی مدد وحمایت کی وجہ سے دعوت کو خوب کامیابی ہوئی، محمد بن سعود کی وفات ۱۷۶۵ء میں ہوئی، اور اس کا لڑکا عبدالعزیز تخت نشین ہوا، یہ شیخ کا مطیع شاگرد تھا، اس کے زمانہ میں شیخ نے خوب کھل کر تبلیغ کی۔ ۱۷۹۲ء میں شیخ کا انتقال ہو گیا۔ امیر عبدالعزیز اپنا دائرہ حکومت وسیع کرتا رہا اس نے مکہ معظمہ پر بھی قبضہ کیا مگر ترکوں نے پھر قبضہ کر لیا، امیر عبدالعزیز درعیہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھاتے ہوئے ایک ایرانی شیعہ کے ہاتھوں شہید ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا سعود بن عبدالعزیز مکہ پر قابض ہو گیا۔ اور حرم کو شرک وبدعت کی آلودگیوں سے پاک کرنے میں کامیاب ہوا، اہل نجد کے حوصلے بڑھے، اور ان کی نگاہ شام کی طرف بھی اٹھنے لگی، لیکن خلافت کے علم بردار اور عرش نشیں ترک عربوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھنا کب گوارا کر سکتے تھے، انہوں نے مقابلہ سے خود تنگ آ کر محمد علی پاشا خدیو مصر سے امداد طلب کی۔ محمد علی پاشا کی دھوکہ بازیاں فریبوں، مکاریوں، مظالموں اور مسلسل خونریز جنگوں کے بعد نجدیوں کو شکست ہوئی، سعود بن عبدالعزیز کی وفات ۱۸۱۴ء میں ہوئی، اس کا بیٹا عبداللہ جانشین ہوا مگر عبداللہ محمد علی کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور ترکی بھیجا گیا، جہاں بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ محمد علی پاشا کے لڑکے ابراہیم پاشاہ فاتح درعیہ نے نجدی پایہ تخت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، اور بوڑھوں بچوں تک کو قتل کیا، مہینوں لوٹ مار کی، اسی فتح پر انگریزوں نے اس کو مبارکباد بھیجی تھی، جس کا ذکر اوپر گذرا، اس مختصر سے بیان سے واضح ہوا کہ مصری اور ترکی حکومتوں نے غریب نجدیوں کو

کس طرح برباد کیا، اور ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کیا، جس کی بنا پر وہ بدنام ہوئے، اور انگریز نے ہندوستان میں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا، کاش رضا خانی جماعت ان واقعات کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

شیخ کی وفات

شیخ نے مسلسل پچاس سال دعوت و تبلیغ کے بعد شوال ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۶ھ مطابق جولائی سنہ ۱۷۹۲ء میں رحلت کی، شیخ نے چار لڑکے اور ہزارہا شاگرد چھوڑے، یہ شیخ کی خوش نصیبی تھی کہ انہوں نے ایسے جانشین چھوڑے جو بالکل ان ہی کے طریقے کے مطابق متبع اور تبلیغ دین میں مشغول رہے اور یہ سلسلہ آج تک قائم ہے، شیخ ایک فاضل اجل تھے ان کا علمی پایہ بلند ہے، وہ ٹھیٹ محدثانہ طریقہ پر لکھتے ہیں، ان کا طریقہ قرآنی ہے اور ان کی دلیلیں جزو کل قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوتی ہیں، مولوی مسعود عالم ندوی نے شیخ کی سوانح عمری میں ان کی تصنیفات کی تعداد ۱۶ لکھی ہے اور اس کے علاوہ مختلف رسائل وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے، ان تصانیف میں کتاب التوحید سر فہرست

شیخ اور اس کی جماعت پر اتہامات و الزامات

شیخ کو بدنام کرنے کے لئے اور اس کی دعوت توحید و سنت کو ختم کرنے کے لئے مصری و ترکی اور انگریزی حکومتوں نے اس کو خوب بدنام کیا اور ایک الگ مذہب اور گمراہ جماعت بنانے کی کوشش کی بلکہ ہر اسلامی تحریک کو جس سے مسلمانوں کا فائدہ ہو اس کو وہابی کے نام سے موسوم کر دیا۔ یہ کام ترکی مصری اور انگریزی حکومتوں کے تنخواہ دار مولویوں اور پیروں نے انجام دیا۔ اس میں سب سے پہلا نام سلیمان بن محمد بن شحیم

Marfat.com

۱۸۱۱ھ کا ہے، اور اس کے بعد اس فہرست میں احمد بن علی البصری (سنہ ۱۸۱۴ء) محمد بن عبدالرحمٰن (سنہ ۱۷۵۶ء) عبداللہ بن عیسٰی (سنہ ۱۱۷۵ھ) ابن فیروز (سنہ ۱۸۰۱ء) عفیف الدین بن عبداللہ (سنہ ۱۸۱۰ء) اور احمد عبداللہ الحداد کے نام آتے ہیں جنہوں نے حکومتوں کے ایجنٹ ہونے کی حیثیت سے اپنی کتابوں میں گالیوں اور افتراپردازیوں کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ یہ لوگ بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ علامہ شامی نے نجدیوں کو باغیوں میں شمار کیا ہے اور یہ عبارت رد المختار سے نقل کرتے ہیں:۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذی خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون استباحوا وقتل اهل السنة وقتل علمائهم۔

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا کہ عبدالوہاب کے پیرو نجد سے نکلے اور حرمین پر غلبہ کیا اور وہ لوگ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کہتے تھے، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں۔ اس لئے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح سمجھا۔

شامی کی اس عبارت کو رضا خانی علماء بڑے فخر سے اپنے رسالوں میں نقل کرتے ہیں اور اس وقت ہمارے پیش نظر دو رسالے ہیں (۱) تہافتہ الوہابیہ جو مولوی مفتی عبدالحفیظ ساکن آنولہ ضلع بریلی (مشہور بہ مفتی آگرہ) کا لکھا ہوا ہے اس

Marfat.com

میں بھی مفتی نے شامی کی اسی عبارت کو دو ایک جملے کے اضافہ سے صفحہ ۷ پر نقل کیا ہے اور مفتی صاحب نے عنوان "نجدی کا شمار باغیوں میں" قائم کیا ہے۔ دوسرا رسالہ آئینہ سنت ہے جو کہ حکیم نذیر صاحب ٹانڈوی کی تالیف ہے، اور مصطفائی پریس آگرہ میں طبع ہوا ہے، اس میں بھی شامی کی یہی عبارت صفحہ ۱۶ پر درج دراصل ہمیں جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ رسالہ بھی مفتی صاحب کی ہی تالیف ہے مگر مصلحتاً انہوں نے حکیم نذیر صاحب کے نام سے شائع کیا ہے، مگر ان کو کیا علوم کہ ابن عابد شامی کے حکومت کے اثر سے ان غریبوں کو بدنام کیا اور ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر کے اپنی دُنیا سنبھالی، برا ہو اس دنیا پرستی اور سنہرے سکوں کا جس کے عوض شامی نے نجدیوں کو دل کھول کر بدنام کیا ہے، شامی نے یہ سب کچھ محمد علی پاشا کے حکم سے اور اس کی دولت کے اثر سے لکھا ہے، شامی کی وفات ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء میں ہوئی ہے شامی کے بعد احمد زینی دحلان المتوفی ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء کا نمبر آتا ہے جس نے اس جماعت کو سب سے زیادہ بدنام کیا ہے۔ اس شخص کو تو اس جماعت سے خدا واسطے کا بیر رہا ہے اور اس نے وہ وہ اتہامات اور الزامات اس جماعت پر لگائے ہیں کہ الامان والحفیظ اور وہ وہ باتیں لکھی ہیں کہ قلم کا سینہ شق ہوتا ہے اور دامن تہذیب گرد آلود ہو جاتا ہے، اس کی دو کتابیں اس سلسلہ میں خاص طور سے قابل ذکر ہیں (۱) "خلاصۃ الکلام فی امراء البلد الحرام" (۲) الدرالسنیہ۔ ان دونوں کتابوں میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے

علامہ رشید رضا مرحوم نے لکھا ہے کہ "یہ اپنے آقایان ولی نعمت کے چشم وابرو کے اشارے پر اس جماعت کے متعلق غلط باتیں مشہور کیا کرتے تھے"۔ ان کی کتابوں سے

Marfat.com

رضاخانی جماعت نے خوب اس غریب جماعت کے خلاف پروپیگنڈہ کیا ہے اور بریلوی "جماعت" بطور سند کے احمد زینی دحلان کو پیش کرتی ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں اس میں احمد زینی دحلان کا ضرور حوالہ دیا ہے اگرچہ مولوی فضل رسول بدایونی نے اپنی کتاب سیف الجبار میں زینی دحلان کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کے خوشہ چین ہیں ورنہ مواد اور لب و لہجہ میں تو کوئی فرق نہیں۔ احمد رضا خاں بریلوی نے احمد زینی دحلان سے بعض چیزوں میں سند لی ہے، لہذا مولانا نے اپنی تحریر میں بہت جگہ دحلان کا حوالہ دیا ہے، اس سلسلے میں تہافتہ الوہابیہ از مفتی عبدالحفیظ آنولوی، آئینہ سنیت از حکیم نذیر ٹانڈوی، اور آئینہ وہابیت از حکیم غلام احمد سنبھلی کا حوالہ دیا جاتا ہے ان کتابوں میں انہوں نے احمد زینی دحلان مفتی کے بیان کو بہت بڑھا چڑھا کر لکھا ہے، احمد زینی دحلان کی حقیقت بھی سنئے یہ شخص حکومت کا تنخواہ دار ایجنٹ تھا، اور اس کے حکم و اشارہ پر سب کچھ لکھتا تھا، چونکہ مفتی مکہ تھا اس لئے خوب کھل کھیلنے کے مواقع حاصل تھے، تفصیلات کا موقع نہیں، آخر میں ہیں "ہمارے ہندوستانی مسلمان" از ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب سے ایک فتویٰ اس مکہ کے مفتی کا درج کرتا ہے جس میں اس نے ہندوستان کو دارالاسلام کہا ہے اور یہ اس وقت کا ذکر ہے، جبکہ ہندوستان میں انگریز کی حکومت قائم ہو رہی تھی، مسلمان جہاد کے نشہ میں مست تھے اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر ہندوستان کو انگریزوں کے منحوس قبضہ سے بچانے کی فکر میں تھے، اب فتویٰ مع سوال و جواب کے دیکھئے:۔

Marfat.com

سوال :۔ ” آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے، خدا آپ کے اقبال کو بلند کرے، کیا ملک ہندوستان میں جس کے حاکم عیسائی ہیں، اور جو اسلام کے تمام احکامات میں مداخلت نہیں کرتے، مثلاً روزہ، نماز، عیدین کی نماز، وغیرہ وغیرہ، مگر اسلام کے بعض احکام کو چھوڑ دینے کو جائز سمجھتے ہیں مثلاً وہ اس شخص کو اپنے مسلمان آباؤ اجداد کی جائداد کا وارث قرار دیتے ہیں جو مرتد ہو گیا ہو اور عیسائی بن گیا ہو، —— دار الاسلام ہے یا نہیں، مندرجہ بالا کا جواب دیں اور اللہ سے اس کا اجر پائیں۔“

جواب :۔ ”سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو واحد ہے، اور خدا ہمارے رسول اور اس کی آل اور اس کے اصحاب اور اس پر ایمان لانے والوں پر رحمت فرمائے، اے اللہ میں تجھ سے نیکی کا راستہ چاہتا ہوں، ۔ ہاں بے شک کہ اس میں اسلام کی بعض خصوصیات جاری ہیں، وہ دار الاسلام ہے۔ خدا ہی سب کچھ جاننے والا ہے، وہ بے عیب ہے، اور سب سے بڑا ہے، یہ اس شخص نے لکھا ہے جو خدا کی مہربانی سے نجات کا طالب ہے، خدا اس کو، اس کے والدین کو، اس کے استادوں کو، اس کے بھائیوں، اس کے دوستوں کو، اور تمام مسلمانوں کو معاف فرمائے۔

دستخط احمد بن زینی دحلان مکہ معظمہ کے شافعی مذہب کا مفتی

”ہمارے ہندوستانی مسلمان“ از ڈبلو ڈبلو ہنٹر صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۲)

Marfat.com

یہاں یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ مولانا نے جہاد کے معاملہ میں اپنے استاد کی سنت کو پورا پورا نباہ کر انگریز کا ساتھ دیا ہے، جہاد کے سلسلے میں فتاویٰ رضویہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

ہندوستان میں بقول مولوی مسعود عالم ندویؒ اور مولانا آزادؒ سب سے اول لفظ وہابی بطور مذہبی گالی کے مولوی فضل رسول بدایونی نے مشتہر کیا۔ مولوی فضل رسول بدایونی انگریز کے ایجنٹ اور تنخواہ دار تھے، ابتدائی زمانہ میں انگریز کی ملازمت بھی کی تھی، مولوی صاحب کی ساز باز ترکوں سے بھی رہی اور انہوں نے قسطنطنیہ کا سفر بھی کیا ہے، یہ تمام چیزیں مع حوالہ اور ثبوت کے آگے بیان کی جائیں گی، انہوں نے پانچ کتابیں خاص طور سے توحید و سنت کے حامی و مبلغ نجدیوں کے خلاف لکھی ہیں۔

(۱) تصحیح المسائل و تردید فرقۂ نجدیہ ارازل (۲) سیف الجبار المسلول علی الاعداء الابرار (۳) فصل الخطاب (۴) بوارق محمدیہ (۵) تحقیق الحقیقت۔

ان کتابوں میں غریب نجدیوں کو بری بری گالیاں اور مغلظات دی ہیں اور تاریخی غلطیوں کا بھی طومار ہے، مصریوں اور ترکوں کی خوب تعریف ہے مثل مشہور ہے جس کا کھائے اس کا گائے، مولوی فضل رسول کے اتباع میں ان کے خاندان کے علماء نے انگریز (حکومت وقت) کے اتباع کو فرض سمجھا، اور وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کی اصطلاحوں کا ڈھنڈورہ پیٹ پیٹ کر مسلمانوں کو خوب گالیاں دیں، اور آج تک اس سنت کو انجام دے رہے ہیں، ہندوستان میں مولوی عبدالقدیر اور ان کے نائب و قائم خواجہ غلام نظام الدین کے نام

Marfat.com

ہی کافی ہیں۔

خواجہ غلام نظام الدین نے اگست ۱۹۴۷ء کے بعد مسلمانان بدایوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے، اس سے سب نے نفرت کی اور اسلام کی جس طرح نمائندگی کی ہے وہ قابل عبرت ہے، اس شخص نے ایک طرف مدرسہ قادریہ اور علمائے بدایوں کی نمائندگی کی تو دوسری طرف مسٹر جے۔ڈی شکلا کلکٹر ضلع بدایوں کی قائم کردہ گاندھی سوسائٹی کی ممبری اختیار کی، اور ہر اتوار کو گاندھی کیرتن میں شرکت کی اس شخص نے کیرتن میں مندرجہ ذیل اشعار ہمیشہ گائے۔

ایشور اللہ تیرے نام — سب کو سنمت دے بھگوان

رگھپت راگھو راجا رام — پتت کو پاون سیتا رام

اس شخص نے مہاتما گاندھی کے مرنے پر بدایوں میں ہر محلہ میں تیرہ روز برابر گاندھی کی مدحت کے گیت گائے اور تیرھویں کے روز ہندوؤں کے ساتھ سوت ندی کے کنارے قرآن پڑھا۔ اس شخص نے مسلمانان بدایوں کی چغلی اور شکایت ہر قدم پر کی، ہولی میں ہندوؤں کے ساتھ رنگ میں شرکت کر کے مسلمانوں کو بدنام کیا۔

Marfat.com

مولوی فضل رسول بدایونی المتوفی ۱۸۷۲ء اپنی کتاب "سیف الجبار" میں لکھتے ہیں:۔

"سب سے بُرا اور بڑا فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے، کہ وہ ایک ملک ہے، حجاز و عراق کے بیچ میں اور شیطان ملعون اسی نجد کے شیخ کی صورت بن کے مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لئے اس سبب سے شیطان کو شیخ نجدی کہتے ہیں، اس حادثہ کا کیا بیان کروں مکہ مدینہ کے رہنے والوں نے یزید علیہ ما علیہ اور حجاج پلید کے ظلم جو کانوں سے سُنے تھے نجدیہ کے ہاتھ سے اپنی آنکھ سے دیکھے تفصیل اس کی یہ ہے کہ عبدالوہاب نام کا ایک رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا، اور باپ دادے اس کے علم ظاہری اور باطنی میں اس ملک کے مقتدا

Marfat.com

اور صاحب سلسلہ تھے، اور اس خاندان کا اس ملک میں بڑا
اعتبار تھا، عبدالوہاب نے حال سلطنت کی خرابی کا دیکھ کر ارادہ
کیا بادشاہی کا اور یہ صلاح ٹھہری کہ دینداری کے حیلہ سے
لوگوں کو جمع کر کے مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیجئے کہ
فوج و لشکر سے خالی ہیں اور مال و خزانہ ان میں بے شمار ہے
جب یہ ملک قبضہ میں آگیا اور خزانہ بے شمار ہاتھ لگا، پھر آگے
اور ملکوں پر دخل ہو جانا آسان ہے کیونکہ وہ سب آپس میں
نفاق اور نزاع کے سبب خراب حال ہیں یہ صلاح ٹھہرا کر
عبدالوہاب معہ اپنے عزیزوں قریبوں کے وعظ کہنے اور مرید کرنے
میں کہ طریقہ باپ دادے کا تھا خوب مشغول ہوا، اور خلائق کو
اپنا معتقد و مطیع کر جمعہ کے دن مجمع عام کیا، اور بڑے
آدمیوں کو اطراف و جوانب سے بلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ شرع
میں بادشاہ ضرور ہے، احکام دین کا جاری ہونا، ظالم کا
تدارک، مظلوم کی دادرسی، عید، جمعہ وغیرہ سب بادشاہ
پر موقوف، اور بادشاہ روم و شام صرف برائے نام ہے
حکم اس کا ذرا نہیں، اس کو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے کہ
بڑا گناہ ہے، اور خطبہ میں کہ عبادت ہے جھوٹ بولنا نہایت
ہی بے جا ہے، چاہیئے کہ سب حاضرین مل کر ایک شخص کو
سردار مقرر کریں، مگر مجھ کو معاف رکھیں، کہ دنیا کی

طرف رغبت نہیں رکھتا ہوں، پہلے ان لوگوں نے جو ملے ہوئے
تھے، پھر سبھوں نے کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریف کے اور
کوئی اس کام کے لائق نہیں ہے، کہا کہ مجبور ہوں جماعت مسلمین
کے خلاف کیوں کر کروں اور لاچاری سے قبول کرتا ہوں مگر
ایک شرط سے کہ عقائد واعمال میں میرے مطیع رہو، اور میرے
حکم سے نہ پھرو، آخر سب سے بیعت لے کر امیرالمومنین بنا
اور نام اس کا سلطان کے نام کی جگہ خطبہ میں داخل ہوا،
قصبہ درعیہ کو کہ وطن تھا تخت گاہ قرار دے کر اپنی اولاد
اقارب کو شہروں کا حاکم کیا، اور عدل وانصاف ودینداری
اور تاکید نماز وروزہ کی خوب جاری کی[1] اور اجلاس امامت کے
روز سے ملک کا انتظام اپنی ذریت کے حوالہ کیا، اور آپ مشغول
ہوا، اور ایک نئے مذہب بنانے میں کہ اہل سنت وجماعت وغیرہ
کے مشہور مذہبوں سے جدا ہو کر اس مذہب کی رو سے وہ کافر
ٹھہریں، کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے، کچھ معتزلہ کے، کچھ ملاحدہ
ظاہرہ وغیرہ کے مذہبوں سے لے کر کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک
رسالہ بنایا محمد نام اس کے چھوٹے بیٹے نے اس میں بڑھا کر کتاب التوحید
نام رکھا اور پھر اس کو آپ اختصار کیا۔" (سیف الجهاد صفحہ ۱۱تا۱۳)

---

[1] جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور)

غرض مولوی فضل رسول بدایونی نے اپنی کتاب میں اسی قسم کی دور از کار اور لایعنی باتیں گھڑی ہیں ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس دعوت کا داعی عبدالوہاب کا بیٹا محمد تھا۔ انہوں نے اس تحریک کا سہرا عبدالوہاب کے سر باندھا ہے، ان بچاروں کو کیا معلوم ترکوں اور انگریزوں نے جیسا کہا ویسا لکھ دیا، ترکوں نے بڑی تعریف لکھی ہے۔ مولوی فضل رسول کی سوانح عمری اکمل التاریخ میں موجود ہے کہ

"قطع نظر ان متبرک سفروں کے ایام گمشدگی مولانا فیض احمد صاحب علیہ الرحمۃ میں آپ کا بلاد اسلامیہ میں بسلسلہ جستجو مولانا ممدوح سیاحت کرنا، عرصہ تک خاص قسطنطنیہ میں سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین خادم حرمین الشریفین حضرت سلطان عبدالمجید خاں خلد مکیں کے قصر دولت میں بکمال اعزاز و آرام مہمان رہنا اور بوقت رخصت سلطان المعظم کا بسعی بلیغ آپ کا روکنا مشہور واقعات ہیں۔"

(اکمل التاریخ صفحہ ۶، حصہ دوئم مرتبہ مولوی محمد یعقوب ضیا قادری بدایونی)

غرض مولوی فضل رسول بدایونی کی ترکوں سے ساز باز تو ثابت ہے انگریزوں کی عنایات کا ذکر آگے آئے گا۔

مارہرہ کے ایک پیرزادہ ابوالحسین نوری میاں اپنی کتاب سراج العوارف فی الوصایا والمعارف (سال تصنیف ۱۳۰۹ھ) مطبوعہ ۱۳۱۳ھ وکٹوریہ پریس

Marfat.com

بدایوں، جو مولوی عبدالمقتدر بدایونی کی فرمائش پر طبع ہوئی ہے اور یہ مولوی عبدالمقتدر مولوی فضل رسول بدایونی کے پوتے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں کی مصدقہ ہے) میں لکھتے ہیں:-

"فی زماننا از شروع ۱۲۲۹ھ فرقہ ضالہ کہ آغاز کارش بدعت و تفرقہ و انجام و الحاد و زندقہ است در ہندوستان پیدا شدہ است کہ آں را در عرب وہابی می گویند منسوب باین عبدالوہاب نجدی کہ شیطانے در عرب شریف پیدا شدہ بود زنہار زنہار باین فرقہ گمراہ اختلاط نکنند برائے شناخت ایں طائفہ تا نقہ ہمیں یک کلمہ کہ می گویم کافی است ایں فرقہ عم بزرگوار روافض است رافضیاں در مذمت صحابہ بے ادبی ہا می کنند وا ینیاں بخدمت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ببارگاہ خدائی عزوجل بگستاخی و بے ادبی پیش می آیند۔"

(سراج العوارف صفحہ ۲۴)

اس اقتباس میں جو زبان استعمال کی گئی ہے یہ کیا کسی عالم کی شان ہو سکتی ہے۔

مارہرہ کے دوسرے سجادہ نشین اسمٰعیل حسین مارہروی فرماتے ہیں:-

"انابت بدعت و رد و بد مذہبیاں و بے دنیاں اہل ضلالت و نصب العین خود سازند بالخصوص وہابیہ دیوبندیہ و نجدیہ کہ نجس ترین اشرار اند و در ضرر رسانی و بیخ کنی اسلام بدترین

Marfat.com

کفار اند" (بہترین کملاء کی وصیتیں مرتبہ ۱۳۵۴ھ)
از محمد میاں مارہروی سجادہ نشین مطبوعہ نظامی پریس بدایوں
(صفحہ ۵۷-۵۸)

بریلوی جماعت کے مشہور مولوی امجد علی صاحب اپنی کتاب بہار شریعت کے پہلے حصہ میں لکھتے ہیں :-

"وہابی یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا، جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے، علماء کو قتل کیا، صحابہ کرام و ائمہ و علماء و شہدا کی قبریں کھود کھود ڈالیں۔ روضۂ اکبر کا نام معاذ اللہ صنم اکبر رکھا تھا یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے مظالم کئے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۶۳ مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ)

ان اتہامات و الزامات اور کذب و افترا کی کوئی حد ہے جس میں حق صداقت کا ذرا بھی شائبہ نہیں ہے۔

مولوی احمد یار خاں بن محمد یار خاں نعیمی اوجھانوی اپنی کتاب "جاء الحق و زہق الباطل" میں سیف الجبار وغیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"(وہابیوں نے) مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بے گناہوں کو بے دریغ قتل کیا، حرمین شریفین کے رہنے والوں کی عورتوں اور لڑکیوں سے زنا کیا (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) ان کو غلام بنایا، ان کی

Marfat.com

عورتوں کو اپنی لونڈیاں، سادات کرام کو بہت قتل و غارت کیا۔ مسجد نبوی شریف کے تمام قالین اور جھاڑ و فانوس اٹھا کر نجد لے گئے، تمام صحابۂ کرام اور اہلبیتِ عظام کی قبروں کو گرا کر زمین سے ملا دیا۔ یہاں تک کہ یہ بھی ارادہ کیا کہ خاص گنبد خضرا جس کے گرد روزانہ صبح و شام ملائکہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اس کو بھی گرا دیا جائے، مگر جو شخص کہ اس بُری نیت سے روضۂ پاک پر گیا اس پر خدائے پاک نے ایک سانپ مقرر فرمایا جس نے اس کو ہلاک کیا اور رب العالمین نے اپنے نبیؐ کی اس آخری آرام گاہ کو ان سے محفوظ رکھا۔ غرضیکہ ان کے مظالم بے حد تکلیف دہ ہیں جن کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔"

ایک کتاب شہر لدھیانہ کے ساکن قاضی فضل احمد، حکومت انگریزی کے نمک خوار، وفادار کورٹ انسپکٹر کی تحریر کردہ انوار آفتاب صداقت ۱۹۲۵ء ہے اس میں اس جماعت کے متعلق کئی صفحے درج ہیں، مگر کورٹ انسپکٹر کا ماخذ مولوی فضل رسول بدایونی کی کتابیں بوارق محمدیہ اور تحقیق الحقیقت ہیں۔ لہذا ہم اس عبارت کو یہاں نقل نہیں کرتے، کیونکہ سیف الجبار کی عبارت نقل ہو چکی ہے۔ کاش یہ علماء چشم بصیرت سے کام لیتے اور وہ نور و ظلمت، حق و باطل میں فرق کرتے۔ اس سلسلہ میں انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۵۰۵ تا ۵۱۲ اور ۵۲۵ تا ۵۲۶ دیکھنا چاہئے۔

مفتی عبد الحفیظ آنولوی (مشہور بہ مفتی آگرہ) کی بھی سنئے:-

"محمد بن عبد الوہاب نجدی ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا، اور ۱۲۰۶ھ

میں مدت ہوئی، مدینہ منورہ میں طالب علمی کرتا تھا، شیخ محمد بن سلیمان کردی اور شیخ محمد حیات سندھی سے کچھ علم حاصل کیا، مگر وہ دونوں حضرات اپنی فراست سے اس میں الحاد و بے دینی کے نشانات دیکھ کر فرماتے تھے کہ عنقریب یہ شخص گمراہ ہو جائیگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔"

(تہافتہ الوہابیہ صفحہ ۱۲)

"شیطان نے نجدی کی صورت اختیار کی، شیطان کا شیخ نجدی کی شکل میں متشکل ہونا دونوں کی قوی مناسبت اور شرارت کی یگانگت کا بیّن ثبوت ہے۔ معلوم ہوا کہ عالم امثال میں دونوں کی شکل ایک ہے ابلیس شیخ نجدی کا ترجمہ ہے یا یوں کہیے کہ شیخ نجدی شیطان ہے، دونوں باتیں برابر ہیں"

(تہافتہ الوہابیہ صفحہ ۱۸-۱۹)

مفتی صاحب کی دوسری کتاب آئینہ سنیت جو محمد نذیر ٹانڈوی کے نام سے شائع ہوئی ہے اس میں بھی اسی قسم کی عبارتیں ہیں جو کذب و افترا سے بھری ہوئی ہیں اور ان دونوں کتابوں میں سیف الجبار مولفہ مولوی فضل رسول بدایونی سے مدد لی گئی ہے۔ ان اقتباسات میں ہم نے قصداً مولانا احمد رضا خاں کی کسی کتاب کا اقتباس نہیں دیا ہے اس سلسلہ میں صرف اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ ان مولانا صاحب کی ہر کتاب، ہر رسالہ، ہر فتویٰ اور ہر تحریر و تقریر میں وہابیوں و نجدیوں کو کافر، مشرک گردن زنی، سوختنی ڈاکو، خائن، بدمعاش، اور نہ جانے کیا کیا کچھ لکھا ہے، جو سر تا پا سر

Marfat.com

غلط ہے، ان کی غلطیوں کو کیا گناؤں، بطور نمونہ از خروارے ان کی شاعری سے کچھ چیزیں بطور تفنن طبع پیش کی جاتی ہیں:۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

اور تجھ پہ مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

سر بسوئے روضہ جھکا تو تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
کافر ادھر کی ہے نہ ادھر کی، ادھر کی ہے

(حدائق بخشش حصہ اول وحصہ دوم)

غرض اس قسم کا تخیل ہے اور جملہ تحریرات میں احمد رضا خان کے حق شاگردی کو ادا کر کے حق و صداقت کی پرستار جماعت کو کافر مردود ٹھہرایا ہے۔

Marfat.com

بریلویوں نے ان مندرجہ بالا عبارتوں میں جو کچھ لکھا ہے اس میں ذرا حق صداقت نہیں ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے حالات میں ہم بعض چیزوں کا اشارہ دے چکے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے مولوی مسعود عالم ندوی کی معرکۃ الآرا کتاب شیخ کی سیرت "محمد بن عبدالوہاب" دیکھیے۔

باب چہارم

شاہ ولی اللٰہی تحریک

ہندوستان میں دعوت اصلاح و تبلیغ

زوال حکومت اورنگ زیب کی وفات ۱۷۰۷ء میں ہوئی اس کے بعد مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا۔ اس کا بوڑھا بیٹا جانشین ہوا اس کے زمانہ میں راجپوتوں اور سکھوں نے ملک میں لوٹ مار شروع کی۔ فرخ سیر نے سکھوں کا خاتمہ کیا لیکن اس کے زمانے میں مسلمان امراء دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایرانی اور تورانی (شیعہ اور سنی) شیعوں کا اقتدار عروج پہ پہنچا ہوا تھا، عبداللہ اور حسین علی بادشاہ گر قلعہ پہ چھائے ہوئے تھے، دراصل حکومت تو ان دونوں بھائیوں کی تھی، یہ ایرانی گروہ کے سربراہ تھے۔ جس کو چاہا تختۂ دار پر چڑھایا، ان دونوں بھائیوں کی سازشوں سے مرہٹوں کا اقتدار بڑھا، اور مرہٹوں کو دکن میں چوتھ اور سردیش مکھی لینے کا اختیار مل گیا۔ دراصل یہ مغلیہ سلطنت کے زوال کی پہلی اینٹ تھی جو کہ حسین علی کے ہاتھوں رکھی

Marfat.com

گئی، پھر یہ دونوں بھائی قتل ہوئے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچے، مگر ان کی کارروائیوں سے سلطنت اسلامیہ اور مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا۔

محمد شاہ (۱۷۲۰ء تا ۱۷۴۸ء) تک حکمراں رہا۔ اس کے زمانہ میں بھی حکومت کمزور ہی ہوتی چلی گئی، کیونکہ قلعہ پر ایرانی امراء کو پورا تسلط ہوا۔ صفدر جنگ چھایا ہوا تھا اور اس کا بیٹا اثر و اقتدار تھا، اس زمانہ میں تورانی گروہ کا سربراہ آصف جاہ نظام الملک تھا، اس نے امور سلطنت کی اصلاح کی کوشش کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ جب آصف جاہ نے دیکھا کہ کامیابی کی کوئی امید نہیں تو ۱۷۲۴ء میں دکن چلا گیا وہاں حکومت آصفیہ کی بنیاد ڈالی اور اس طرح کچھ اسلامی حکومت کا تحفظ کر لیا۔ جو تقریباً سوا دو برس قائم رہ کر ۱۹۴۸ء میں نواب عثمان علی خاں کے زمانہ میں انڈین یونین کا ایک حصہ بن گئی۔

اس کے بعد حکومت کا اقتدار روز بروز کم زور ہوتا گیا۔ مرہٹوں اور جاٹوں نے بغاوتیں کیں، انگریز اپنا اقتدار بڑھا رہے تھے کہ اسی زمانہ میں روہیل کھنڈ میں روہیلوں نے ایک زرخیز علاقہ پر اپنی حکومت قائم کی اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کا ارادہ کیا، ان میں نواب علی محمد خاں والی روہیل کھنڈ، حافظ الملک حافظ رحمت خاں، نواب دوندے، بخشی سردار خاں، پائندہ خاں، فتح خاں، خان مال وغیرہ تھے جو آنولہ۔ بریلی۔ پیلی بھیت۔ رامپور۔ مراد آباد۔ بدایوں وغیرہ کے علاقہ پر حکمراں تھے، دوسری طرف نواب محمد خاں بنگش، پھر ان کے لڑکے قائم خاں بنگش احمد خاں بنگش ہوئے جنہوں نے فرخ آباد کو مرکزی مقام قرار دے کر اس علاقہ پر حکمرانی کی اور نواب نجیب الدولہ نے نجیب آباد، سہارنپور، دہرہ دون کے علاقہ میں ملت اسلامیہ کا تحفظ کیا، نواب نجیب الدولہ نے ولی اللہی تحریک میں خاص

Marfat.com

ورے حصہ لیا۔ ان روہیلوں کے تین گروہوں نے مسلمانوں کی ہر حیثیت سے خدمت
تفصیل کا موقعہ نہیں، یہ سرفروش اور اسلامی درد رکھنے والے مسلمان مرہٹوں، جاٹوں
ے دشمن تھے[1] اور دوسری طرف انگریزوں کے قبضہ کو بھی بہ نظر استحسان نہیں
بھتے تھے مگر اودھ کے بد اندیش اور عیاش حکمرانوں نے ان روہیلوں کی حکومتوں
ختم کر کے ملت اسلامیہ کو برباد کیا، آخر میں روہیلہ حکومت کا تتمہ ریاست رامپور
گئی تھی جو کہ ۱۹۴۷ء میں نواب رضا علی خاں کے زمانہ میں انڈین یونین میں مدغم ہو گئی

سکھوں اور مرہٹوں کے مظالم

مسلمانوں پر سب سے زیادہ مظالم سکھ اور مرہٹے کر رہے تھے مرہٹوں
نے تمام ملک میں ہلڑ مچا رکھا تھا کسی کی عزت و ناموس محفوظ نہ تھی، اسلام کے
خت ترین دشمن تھے، دلی کی بربادی یوں ہوئی:-

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے پائندہ خاں روہیلہ کے نام ایک خط لکھا ہے:-

عزیز باللہ رفعت مآب المجاہد فی سبیل اللہ ارافع الکلمۃ اللہ
پائندہ خاں سلمہ اللہ تعالیٰ
از فقیر ولی اللہ عفی عنہ سلام محبت التیام مطالعہ نمایند آنچہ
بشنیدہ می شود۔ از سعی ایشاں در جہاد کوہستان موجب فرح وخوشی و
سبب دعا بہ ظہر الغیب می شود۔ اللھم انصر من نصر
دین محمد صلی اللہ علیہ۔

(رود کوثر صفحہ ۳۳۶ - از شیخ محمد اکرام)

Marfat.com

ازدحام عظیم نمودہ بخاطر جمع غارت نمودہ مال وافر اندوختہ و
شب نزدیک مزار خواجہ قطب الدین ماندہ صبح روز چہار شنبہ
یوم العرفہ مینا بازار و دکا نہائے آبادی آنجا را سوختہ غارت
نمودہ۔ (خزانہ عامرہ بحوالہ الفرقان شاہ ولی اللہؒ نمبر)

ان بدبختوں نے عین عید قرباں کے دن مسلمانوں کی قربانیاں کیں ان
کے عزت و ناموس کو لوٹا

۱۱۷۱ھ میں لال قلعہ پر مرہٹوں کا قبضہ ہو گیا، حرام سرا تمام کارخانے
ان کی ملکیت بنا۔ ان کم بختوں نے اپنی پست ذہنیت کا مظاہرہ اس طرح کیا
دیوانِ خاص کی چاندی تک کھرچ کر لے گئے۔

مرہٹوں کے مظالم مرزا حیرت دہلوی سے سنیئے:۔

"عدالتیں روندھی پڑی تھیں، کوئی قانونی کارروائی مطلق
نہ تھی، مرہٹے اگر کسی کو بیجا ستاتا تھا تو کوئی دریافت کرنے
والا نہ تھا، نہ اس کے لئے فوجداری کی عدالتیں تھیں نہ کوئی
دادرسی کی کورٹ تھی، چاروں طرف ظلم اور زبردستی کی حکومت
تھی یہی نہ تھا کہ مسلمان ہی ستائے جاتے ہوں بلکہ ہندو بھی
سخت نالاں تھے، دوکانیں معمولی گفتگو پر لوٹ لی جاتی تھیں
اور دوکاندار کسی سے فریاد نہ کرسکتا تھا۔ حمید الدین عراقی لکھتا
ہے کہ میں چاندنی چوک میں جا رہا تھا کہ ایک مرہٹہ سوار نے ایک
بزاز سے ڈھاکے کی ململ کا تھان مانگا، اس نے مفت دینے

سے انکار کیا، فوراً اس کے انکار کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی مشکیں باندھ لی گئیں، اور اس کی دکان میں آگ لگا دی گئی، کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ شاہی خاندان کا ممبر مرہٹہ کے ہاتھ سے کوڑے نہ کھائے۔"

اس سے زیادہ یہ نظارہ قابل ماتم ہوگا کہ مرہٹوں کے زمانہ میں ڈولی کی رسم بالکل جاتی رہی تھی، شرفا کی مستورات نے باہم ملنا جلنا چھوڑ دیا تھا کیا ممکن تھا کہ کوئی شریف زادی ڈولی میں نکلے اور بسلامتی اپنے گھر پہنچے۔ نوکری عنقا ہو گئی تھی، اور مسلمانوں کی بربادی کی پوری تدبیریں کی جاتی تھیں۔"

(حیات طیبہ صفحہ ۱۱۹—۱۲۰ از مرزا حیرت دہلوی)

سکھ گردی اگرچہ سکھوں کا فرقہ شروع میں صرف ایک اصلاحی گروہ تھا جس نے اسلام سے بہت سا استفادہ کیا تھا، مگر بعد کو اس نے بالکل سیاسی گروہ کی حیثیت اختیار کر لی اور حکومت مغلیہ سے جھگڑا شروع کر دیا، آخر میں یہ گروہ فوجی صورت اختیار کر کے مسلمانوں کا جانی دشمن ہو گیا اور مسلمانوں پر بہت مظالم کئے، ان لرزہ خیز مظالم سے اس دور کی تاریخیں بھری ہیں۔ یہاں چند اقتباسات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

"بر دہاتِ آبادیِ اہل اسلام ہر جا دست ادمی رسید تاختہ از سکنائے ایں جا ہر کرا می یافت القبا نمی کرد ہر چند اطفال صغیر السن باشند۔"

Marfat.com

یہ گاؤں، دیہات کی بربادی اور صغیر سن بچوں کی ہلاکت کا منظر ہے آگے سنئے :-

"وحتیٰ زن ہائے حاملہ را شکم دریدہ وجنین را بیروں کشیدہ می کشتند"

(سیر المتاخرین از غلام حسین طباطبائی)

اور سُنیئے :-

"مسلمانوں سے سکھوں کو بڑی دشمنی تھی، باواز بلند اذان نہیں ہونے دیتے، مسجدوں کو اپنے تحت میں لے کر گرنتھ پڑھنا شروع کرتے اور اس کا نام مست گڑھ رکھتے...... شکار اور شراب خوار ہوتے گھوڑے پر چڑھے ہوئے روٹی کھا جاتے ہیں دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جہاں پہنچتے ہیں جو برتن مٹی کا استعمال کا کسی مذہب والے خصوصاً مسلمانوں کا پڑا ہوا ان کے ہاتھ آجاتا تھا پانچ جوتے اس پر مار کر اس میں کھانا پکا لیتے تھے"۔

(حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی)

اور سُنیئے مظالم کی حد......

"سکھوں کا دستور رہے کہ وہ ہولے کر کے کھاتے ہیں دلی میں ہولے سوکھے ہوئے بونٹوں کو گھاس پھوس کی آگ میں مونشاخوں کے خستہ کرنے کو کہتے ہیں، مگر سکھوں میں انہیں ہولے نہیں کہتے، وہ ایک بڑے فولادی پنجرے میں چیل، کوے، کبوتر،

تیتر، مینائیں، طوطے، غرض مختلف قسم کے جانور بند کر کے پنجرے کو کسی درخت سے لٹکا دیتے ہیں، اور پھر نیچے آگ لگا دیتے ہیں، وہ زندہ پرند پھڑ پھڑا کے بھُن کے کوئلہ ہو جاتے ہیں، پھر انہیں صاف کر کے یہ ناخدا ترس کھاتے ہیں "

خیر یہ غریب پرندوں کو ہولہ بنانے کی شکل تھی، آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جب اس کے بعد مرزا حیرت کی اس روایت پر نظر پڑتی ہے:-

"اسی طرح بے گناہ انسانوں (مسلمانوں) کے ہولے کئے جاتے تھے اور یوں تڑپا تڑپا کے انہیں مارا جاتا تھا"

(حیات طیبہ)

سکھوں اور مرہٹوں کی شورشیں شاہ ولی اللہؒ کے عہد حیات میں پورے طور سے مظالم توڑتی رہیں، اور شاہ ولی اللہ حکیم الامتؒ کے بعد پنجاب میں رنجیت سنگھ کی حکومت میں وہ وہ اسلام پر ظلم ہوئے کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے، جن کا دفعیہ امام الہند حکیم الامت حجتہ الاسلام شاہ ولی اللہؒ کے صحیح جانشین سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے کیا۔

اس سیاسی بدحالی اور سکھوں و مرہٹوں کے مظالم کے ساتھ اس وقت کے اسلام اور اسلامی عقائد اور اسلامی سوسائٹی کا رنگ بھی دیکھئے۔

مذہبی انحطاط

سلطنت اسلامیہ کے زوال کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی مذہبی حالت بھی بہت رو بہ زوال تھی، امراء اور نوابانِ ملک اپنی عیش کوشیوں میں مصروف تھے، عوام پر جہالت کے گھٹا ٹوپ

Marfat.com

بادل منڈلا رہے تھے، جاہل صوفی اور نام نہاد مولوی مسلمانوں کو برباد کر رہے تھے، قبریں اور چلے عبادت گاہ بنے ہوئے تھے، پیر اور خانقاہی مولوی ارباب من دون بنے بیٹھے تھے۔

صاحب "حیات طیبہ" لکھتے ہیں:۔

"حنفی مذہب جو فاتحان ہند اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے تھے بجائے کہ وہ فتوحات ملکی کے ساتھ ہندوستان میں ترقی کرتا۔ اُلٹا کچھ ایسا بت پرستی اور ہندوانی رسوم کے ساتھ خلط ملط ہو گیا کہ پھر دودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کرنا مشکل ہو گیا۔"

اس زمانہ کی معاشرت کا اندازہ کیجئے:۔

"سلطانی حرم سرا میں زیب النساء کی جدت پسند طبیعت نے ہندوستانی رسومات سے نئی نئی باتیں تراش کے خواتین اسلام میں ان کو رواج دیا۔ کناگت میں ہندوؤں کے یہاں مُردوں کی فاتحہ کے لئے جو سالانہ حلوا پوری پکائی جاتی ہے شب برات کے حلوہ پوری سے اس کا تبادلہ کر لیا۔ اسی صورت سے اور بیہودہ رسمیں شادی بیاہ کی جو ہندوؤں کے یہاں خاص تھیں، وہ دوسرے ناموں سے مسلمانوں کے یہاں رائج ہو گئیں۔"

(حیات طیبہ صفحہ ۹)

Marfat.com

"اسلام ہندوانی مذہب کے ساتھ مل کر کچھ ایسا گھی کھچڑی ہو گیا کہ ذرا بھی شناخت قائم نہ رہی۔ کلام مجید کی آیات جو خاص ہدایت کے لئے ہمارے نبی کریم پر نازل ہوئی تھیں۔ جھاڑ پھونک میں ان کا استعمال ہونے لگا۔ اور جیسا برہمن گیتا کے درس پڑھ پڑھ کے کسی بیمار پر پھونکتے تھے اسی طرح مسلمان بھی قرآن شریف کی آیتیں پڑھ پڑھ کے بیماروں اور مستانوں پر پھونکنے لگے۔ بدعت کی صدہا شاخیں پھوٹ آئیں۔ اس دور میں کوئی امیر ایسا نہ تھا کہ جس کے ہاں نجومی ملازم نہ ہوں۔ پنڈت بھی خوب پوچھے جاتے تھے۔"

سید فیق احسن مارہروی اپنی کتاب "مسلمان اور نظریہ شرافت" میں تاریخ بلگرام کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

"بلگرام میں جب کسی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام جہاں اس کے ماں باپ رکھتے ہیں وہیں برہمن بھی رکھتا ہے خواہ ماں باپ نے اولاد کا نام آگے رکھ ہی کیوں نہ لیا ہو، برہمن ضرور آئے گا اور حسب دستور پر وہت لے کر نام رکھے گا۔ چنانچہ بندہ زادہ ہوا اس کا نام میں نے کلب علی رکھا برہمن نے دوست علی رکھا۔" (ص ۱۰۲-۱۰۳)

علماء کا گروہ سخت حقارت کی نظر سے دیکھا جانے لگا، ان کی کیفیت یہ تھی:-

"بڑے بڑے شرفاء اور عمائد جو بڑی ڈینگ کی لیتے تھے اور

کوئی اپنے کو نجدی، کوئی بغدادی، کوئی مکی، کوئی مدنی کوئی بخاری بتاتا تھا، ان کی خواتین سیتلا ماتا کی پرستش کرتی تھیں دسہرہ ان کے یہاں پوجا جاتا تھا، بُت پرستی خوب دھڑلے سے ہوتی تھی (قبر پرستی، تعزیہ پرستی اور پیر پرستی کے کیا کہنے) عیدین میں بھی ہنود کی ایسی رسمیں ملادی تھیں کہ عید عید نہ رہی تھی، مسجدوں کا ادب مطلق نہ رہا تھا، اور وہ شہنشاہ جو اپنے کو ظل اللہ اور نائب رسول کہنا فخر جانتے تھے سالانہ نوروزی جشن میں ہاتھوں میں کنگھنا بندھوانا اپنی شوکت کی بانگی جانتے تھے۔"

(حیات طیبہ)

غرض مسلمانوں کی مذہبی زندگی بہت ناگفتہ بہ تھی، کہ اس زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا ظہور ہوا اور انہوں نے مسلمانوں کی بڑی خدمات انجام دیں۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

شاہ ولی اللہ ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو قصبہ پھلت (ضلع مظفر نگر) اپنی ننہال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ عبدالرحیم نے جو جید عالم تھے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں ہاتھ بٹایا تھا۔ تعلیم و تربیت شاہ ولی اللہ نے اپنے والد سے پائی۔ بیعت بھی اپنے والد سے ہوئے، ۱۷ سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور مستند تدریس سنبھالنی پڑی، آپ نے دو مرتبہ حج کیا۔ اور اسی دوران عرب کے مشاہیر علماء سے استفادہ فرمایا اور ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات سے متاثر ہو کر ان کی فلاح و بہبودی کے لئے تدابیر

Marfat.com

سوچیں، اور حج سے واپس آکر ہندوستان میں بڑی بڑی خدمات انجام دیں، اس وقت کے حالات کا مختصر سا دھندلا سا خاکہ اوپر درج کیا جا چکا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ نے بڑے بڑے کارنامے اس زمانہ میں انجام دیئے، جن کے سامنے غزالی، رازی اور ابن رشد سبھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ آپ نے قرآن کا ہندوستان میں فارسی ترجمہ کرکے عام کیا اور تعلیم یافتہ طبقے کو خدا کی کتاب سے روشناس کرانے کا موقعہ دیا۔ اس اللہ کے بندے کو اس ترجمۂ قرآن کے سلسلے میں اس وقت کے جاہل مولویوں کے ہاتھوں کیسے کیسے مظالم اٹھانے پڑے۔ بلکہ صاحب امیر الروایات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس جرم میں حضرت شاہ ولی اللہ کے ہاتھوں کے پہنچے تک ظالموں نے اتروا لئے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ترجمہ کے علاوہ تفسیر بھی لکھی۔ اس کے علاوہ حدیث کی جتنی خدمت آپ نے انجام دی اور کسی نے نہیں دی۔ اور آج تک ہندوستان میں محدثین کا سلسلہ اسناد کسی نہ کسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ امام الملت والدین تک ہی منتہی ہوتا ہے۔ حدیث پر آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں یہاں تفصیلات کا موقع نہیں اصول فقہ کے متعلق شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:۔

"علم فقہ کو صحیح علمی اور ٹھوس بنیادوں پر قائم کرنے کے لیئے انہوں نے بڑی کوشش کی۔"

غرض حکیم الامت، حجتہ الاسلام امام الہند شیخ الملت والدین حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے علم قرآن، علم حدیث، علم فقہ، تصوف کی وہ خدمات انجام دیں کہ رہتی دنیا تک ان کی یادگار رہے گی اور مسلمانوں کی کشتی کو آپ نے سنبھال لیا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مولوی منظور احمد

نعمانی مدیر الفرقان بریلی (اب یہ رسالہ لکھنؤ سے نکلتا ہے) نے الفرقان کے شاہ ولی اللہ نمبر میں پوری تعداد لکھی ہے۔ یہاں صرف ایک کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا ذکر کرنا ہے۔ یہ کتاب علوم اسلامی اور رازہائے شریعت اسلامی کا گنجینہ ہے اور اس کتاب کے متعلق ہم مقتدر علماء کرام کے آراء لکھنے شروع کریں تو کئی صفحات چاہئیں۔ غرض اس دور میں شاہ ولی اللہؒ نے اسلام کے مرجھائے ہوئے چمن میں جو آبیاری کی وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گی اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ جب حضرت شاہ ولی اللہ کا انتقال ۱۱۷۶ھ میں ہو گیا تو آپ کی اولاد خصوصاً حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ، حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت کی وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایک ایسا طبقہ علماء کا پیدا کر دیا جس نے ملّت اسلامیہ کے تحفظ اور قرآن و سنت کی تبلیغ کو اپنا مقصد حیات ٹھہرایا۔

شاہ ولی اللہؒ اور دیوبند

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم لکھتے ہیں:۔

"ہمارے اساتذۂ دیوبند شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ہم نے ان کا طریق نہایت تحقیق سے حاصل کیا ہم افغانستان اور ترکی میں رہے۔ فقہاء حنفیہ میں اپنے مشائخ سے بہتر عالم کہیں نظر نہیں آئے، اس کے بعد ہم حجاز میں رہے جہاں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی موجود ہیں اور حنابلہ کی حکومت ہے اتفاقاً وہاں حنفیہ کو اچھی نگاہوں سے نہیں

Marfat.com

دیکھا جاتا مگر ہم نے جب اپنا تعارف شاہ ولی اللہؒ کے طریقہ پر کرایا تو علمائے حرمین کو ہمارے مسلک سے کوئی خصومت نہ رہی۔"

(الفرقان بریلی کا شاہ ولی اللہؒ نمبر ص ۳۲۸ ۔ طبع دوم)

دراصل حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تحریک کو دارالعلوم دیوبند نے پوری ...ری کوشش سے کامیاب بنایا اور کتاب وسنت کی تبلیغ کی تفصیل آئندہ آئے گی ...یہاں ایک نظم مولوی نسیم احمد فریدی امروہوی کی درج کی جاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور دارالعلوم دیوبند

ساقی دہلی[1] کے مستوں نے بارضِ دیوبند — جب رکھی بنیادِ مےخانہ لبطورِ یادگار
...دور دورہ ساغرِ صہبائے طیبہ کا ہوا — جرعہ نوشانِ ازل آئے قطار اندر قطار
...اسم[2] و محمود[3] و انور[4] نے لنڈھائے خم کے خم — اپنی وسعت کے مطابق پی گیا ہر بادہ خوار
آج بھی ساقی کی چشمِ خاص کی تاثیر دیکھ — بادۂ مغرب کے متوالوں کا ٹوٹا ہے خمار
آج بھی آفاق میں اس میکدہ کی دھوم ہے — چار جانب سے سمٹ کر آرہے ہیں بادہ خوار
...ور کفِ جام شریعت در کفِ سندانِ عشق — یہ خصوصیت یہاں ہر فرد میں ہے آشکار
اس کے ہر میخوار کو پیرِ مغاں کا حکم ہے — "باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار"

---

[1] حضرت حکیم الامت حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ

[2] حضرت مولانا محمد قاسمؒ بانی دارالعلوم دیوبند

[3] شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ [4] حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ

Marfat.com

کاش اے ساقیٔ دہلی تو بھی آکر دیکھتا
اپنے میخانے کی رونق اپنے رندوں کی بہار

تیرا دورِ جام دورِ چرخ سے بھی تیز تر
تیرا مستقبل ترے ماضی سے بڑھ کر شاندار

یا الٰہی حشر تک باقی رہے یہ میکدہ
دور میں ساغر رہے تا گردش لیل و نہار

اس کی ہر ہر اینٹ میں تاریخِ ماضی ثبت ہے
ہند میں بزمِ ولی کی ہے یہ واحد یادگار

مسلمِ ہندی اگرچہ مفلس و نادار ہے
پھر بھی اس سرمایۂ ملت کا ہے سرمایہ دار

شوکتیں جب دہلیٔ مرحوم کی آتی ہیں یاد
دیکھ کر اس کو بہل جاتا ہے قلبِ سوگوار

جن کی کوشش سے چلا ہے دورِ صہبائے حجاز
نور سے معمور کردے اے خدا ان کے مزار

آ فریدیؔ تو بھی ہو ساغر بکف مینا بدوش
طالبِ جوشِ عمل ہے ساقیٔ ابرِ بہار

اس نظم سے ہم کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور دار العلوم دیوبند کے اکابر کا تعلق، ان کے طریقۂ کار، ان کی تبلیغی کوششوں، کتاب و سنت کے اتباع اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے مگر مسلمانوں کی یہ پوری کی پوری جماعت علمائے بریلی کی نظر میں کافر ہے۔

کوئی بتلائے کہ ہم سمجھائیں کیا

Marfat.com

باب پنجم

تحریکِ اصلاح وجہاد

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی ان کی منجمد قوتوں میں حرکت پیدا کی، ان کو مایوسی اور حرمان سے نکال کر عمل کی طرف گامزن کیا۔ ان کی عیش کوشی کو تقوے سے، ان کے گناہوں کو نیک اعمال سے، ان کی دشمنی کو دوستی سے بدل دیا۔ کفر و شرک کی جگہ کتاب وسنت کی روشنی نظر آنے لگی اور مسلمانوں پر جمود و تعطل کی جو کیفیت طاری تھی اس میں دینداری کی روح پیدا ہو گئی۔ آپ نے وہ صالح ادب اور مواد علمی و مذہبی پیش کیا جس سے آج تک علمی و مذہبی تشنگی رفع کی جارہی ہے۔ مگر آپ کو جہاد بالقلم کے ساتھ جہاد بالسیف کا موقعہ نہ ملا۔ اس کمی کو آپ کے خانوادہ کے متوسلین وارکان سید احمد بریلوی اور

Marfat.com

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے پورا کیا۔

مذہبی اصلاح کا کام سید احمد شہیدؒ اور شہیدؒ دہلوی سے قبل ایک تحریک کی صورت میں سب سے اول بنگال میں حاجی شریعت اللہؒ ساکن بہادر پور ضلع فرید پور نے کیا حاجی صاحب نے بیس سال عرب میں تحصیل علم کیا اور پھر ہندوستان آکر تبلیغ کی۔ ان کا منشار مذہبی تبلیغ کے علاوہ غربا میں باہمی ہمدردی پیدا کرنا اور انہیں زمینداروں کی دستبرد سے بچانا تھا۔

سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسمٰعیل دہلویؒ

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا　　کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

حاجی شریعت اللہؒ کے بعد سید احمد بریلویؒ کی اصلاحی تحریک شمالی ہند سے شروع ہو کر تمام ہندوستان میں پھیلی۔ آپ ۱۷۸۶ء میں رائے بریلی صوبہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علم شاہ عبدالعزیز رحؒ سے کیا۔ سید صاحب بہت ذہین تھے۔ اور ان کی علمی ترقی کی رفتار بہت تیز تھی مگر ان میں روحانیت بڑھی ہوئی تھی اس لئے درس چھوڑ کر انہیں طریقت کی تعلیم دی گئی۔ طریقت کی تکمیل کے بعد جب آپ وہاں سے نکلے تو بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ سے بیعت کرتے تھے۔ مولوی اسمٰعیل شہیدؒ (برادر زادہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ) اور مولوی عبدالحیؒ (داماد شاہ عبدالعزیز) آپ کے مرید ہوئے۔

حضرت سید احمد صاحبؒ کی تحریک میں حنفی علماء اکثریت میں تھے، جن میں مولانا عبدالحیؒ مولوی کرامت علیؒ جونپوری، مولوی خرم علی بلہوری، اور مولوی

محمد علی رامپوریؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، خود سید صاحب حنفی تھے، اور واقعہ یہ ہے کہ سید صاحب کے عقائد لایعنی موشگافیوں اور جزوی اختلافات سے بہت بلند تھے، آپ مسلمانوں میں حقیقی روح پھونکنے میں منہمک رہتے تھے، بڑے بڑے علماء آپ سے بیعت کا شرف حاصل کرتے تھے۔ مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ مصنف تکملہ مثنوی مولانا رومؒ کا قول ہے کہ ساٹھ برس میں جو ہم نے پیا تھا وہ سب لیا تھا، سید صاحبؒ کی بدولت وہ کل میدا ہوگیا۔ یہ ایک جید عالم دین کی رائے ہے۔ مگر سید صاحبؒ کے متعلق بریلوی علماء کے سرگردہ مولوی فضل رسول بدایونی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جاہل محض تھے، آگے مولوی بدایونی صاحب کے مکمل اقتباسات درج کئے جائیں گے۔

تحریک جہاد سکھوں کے مظالم کے سلسلہ میں پچھلے باب میں ذکر کیا جا چکا ہے، اس دور میں جب کہ نماز پر پنجاب میں پابندی تھی اذان دینا جرم تھا، ذبیحہ بند تھا، مسجدوں کی بے حرمتی عام تھی، سکھوں کے ظلم حد کو پہنچے ہوئے تھے، لہٰذا حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولوی اسمٰعیل شہیدؒ نے اس طاغوتی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور سکھوں سے مورچہ لیا۔ آپ نے جنگی مہارت نواب امیر خاں والی ٹونک کی فوج میں حاصل کی تھی اور مولوی اسمٰعیل شہیدؒ نے یہ تمام چیزیں دہلی میں مختلف طریق اور اوقات میں حاصل کی تھیں۔ سید احمد صاحبؒ کی تحریک نے شمالی ہند میں ایک روح پھونک دی خود سید احمد شہیدؒ، مولوی اسمٰعیل شہیدؒ اور مولوی عبدالحئیؒ نے شمالی ہند کا دورہ کیا۔ لکھنؤ میں اس وقت نوابان اودھ کا زور تھا۔ مذہب امامیہ کا غلبہ تھا۔ ان

Marfat.com

حضرات کے دورے نے بہت سی بدعات کا قلع قمع کیا اور لوگوں کو جہاد کے لیے تیار ک
یہ دورہ اودھ، روہیلکھنڈ، یوپی کے مغربی اضلاع اور نواح دہلی میں خاص ط
سے ہوا اور یوں تو حضرت سید احمدؒ صاحب نے اپنے خلفاء کو تمام ہندوستان م
بھیجا۔ بہار میں صادق پور خاص طور سے اس تحریک کا مرکز رہا۔ بنگال۔ بہا
اودھ۔ روہیلکھنڈ (یوپی) دہلی۔ مدراس سے مجاہدین کو رسد اور روپیہ سرحد پہنچ
اور مجاہدین خدا کے دین کی سربلندی کے لئے کام کرتے۔ ان خدا کے بندوں ن
سکھوں کے چھکے چھڑا دیئے اور ان کو پریشان کر دیا اور ایک علاقہ پر قبضہ کر
مگر چونکہ وہاں کی طبیعتیں جہالت اور بدعت کی خوگر تھیں دنیا پرستی ان پر سوار تھ
سکھوں کی سازش کامیاب ہوئی اور بعض بدبخت خوانین نے دھوکا دیا اور ا
طرح ۱۸۳۱ء میں مقام بالاکوٹ پر سید احمد شہیدؒ اور اسمٰعیل شہیدؒ نے اسلام
سربلندی، دین کی سربلندی، کتاب و سنت کی سربلندی، مسلمانوں کی سربلند
کلمۂ رسول کی سربلندی، قیام صلوٰۃ کی جدوجہد، اذان سے پابندی دور کر
سی، مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم سے چھڑانے کے لئے اپنی جان قربان کر دی، ا
معرکۂ کارزار کی تفصیلات سے دفتر کے دفتر بھرے ہیں۔ تفصیلات کے لئے حی
طیبہ از مرزا حیرت دہلوی، سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر تھانیسریؒ، سیر
سید احمد شہید از مولوی ابوالحسن ندوی، ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک
مولوی مسعود عالم ندوی، ہمارے ہندوستانی مسلمان از ڈبلو ڈبلو ہنٹر، اور مسلما
کا روشن مستقبل از مولوی طفیل احمد بنگلوری، سیرت سید احمد شہیدؒ، جماعت مجا
سرگزشت مجاہدین از مولانا غلام رسول مہر دیکھنی چاہئیں۔

Marfat.com

غرض یہ وہ پاک ہستیاں تھیں جن کی ارواح پاک پر خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے انوار رحمت کی بارشیں فرمائے مگر علمائے بریلی ان حضرات کو آج بھی سب و شتم کرتے ہیں۔

شہیدینؒ کے اصلاحی کارنامے

سید احمد شہیدؒ اور مولوی اسمٰعیل شہیدؒ کی جماعت نے ملک میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مسلمانوں کو عہد صحابہ کی یاد دلا دی، جہاد سے قبل اس جماعت نے ایک ملک گیر دورہ کیا۔ جس میں شمالی ہند کے دورہ کی خاص طور سے تفصیلات ملتی ہیں۔ اس دورہ میں جہاں یہ حضرات مسلمانوں کو اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد پر آمادہ کر رہے ہیں وہیں ان کو اسلام کی سیدھی سادھی زندگی اور کتاب و سنّت کے اتباع کی تبلیغ کا بھی فریضہ ادا کرتے جاتے تھے۔ بدعت، شرک، تعزیہ پرستی، پیر پرستی اور تمام غیر اسلامی رسوم و بدعات کا قلع قمع کرتے تھے، لوگ جوق در جوق ان کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے تھے اور کتاب و سنت کے راستہ کو اختیار کرتے تھے، ان کو آج کل کے علماء مصلحت جو کی طرح عوام کی خواہشات کی فکر نہ تھی مولوی اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئیؒ روہیلکھنڈ کے سلسلے میں جب بریلی پہنچے ہیں تو اس وقت بریلی میں شاہ نیاز احمد بریلوی چشتی خلیفہ شاہ فخرالدین دہلوی کی خانقاہ پورے شباب پر تھی۔ یہ بزرگ تفضیلی تھے۔ اس وقت اودھ کی حکومت کا دور دورہ تھا۔ خود اودھ کے ناظم بریلی میں حکمراں تھے۔ مگر حق کے بندوں نے خاص خانقاہ میں جاکر بدعات مروجہ کا رد کیا اس سے بڑی بات یہ تھی خود حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولوی اسمٰعیل شہیدؒ و مولوی عبدالحئیؒ نے اودھ کے پایۂ تخت لکھنؤ میں کتاب و

Marfat.com

سنت پر وعظ کہے ہیں اور خود نواب اودھ بھی قائل ہوگیا اور مجتہد وقت
شکست فاش ہوئی۔ تفصیلات مولوی سید ابوالحسن ندوی صاحب
سیرت سید احمد شہید اور مصنف "حیات طیبہ" نے شرح و بسط سے لکھی
سچ یہ ہے کہ جن کے پیش نظر اعلائے کلمۃ الحق ہوتا ہے اور جن کو رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی زندگی کے ان واقعات سے شیفتگی ہوتی ہے کہ حضور
نے طائف میں کس طرح تبلیغ دین فرمائی ہے وہ باطل سے نہیں ڈرتے اور وہ
دشوار گذار راستہ کو اختیار کرتے ہیں۔ غرض مسلمانوں میں دین کی اصل روح پیدا
کردی۔ ان میں اسلام پر عمل کرنے کی محبت پیدا کردی۔ نکاح بیوگان کو لوگوں نے
معیوب سمجھنا چھوڑ دیا۔ جھوٹی شرافت اور تفاخر نسب کو لوگوں نے ہیچ سمجھا
شراب اور تاڑی کا پینا موقوف کر دیا۔ داڑھیوں کا منڈانا ختم ہوگیا۔ آپس میں
محبت صلۂ رحم شروع ہوگیا۔ سادی زندگی کو اپنایا، قبر کی چادروں، اور
حلوہ مانڈوں سے لوگوں نے کنارہ کشی اختیار کی، یہاں تک کہ مجاورین اور
دوسرے لوگوں نے مزاروں کی موقوفہ جائداد کی تولیت تک چھوڑ دی۔

غرض اس اللہ والی جماعت نے مسلمانوں میں مذہبی و اخلاقی انقلاب پیدا
کردیا۔ مولوی طفیل احمد منگلوری لکھتے ہیں:۔

"سید احمد صاحبؒ کے بعد ہندوستان کی مذہبی حکومت مولوی
ولایت علی صاحبؒ پٹنوی کے سپرد ہوئی۔ جن کی تربیت سب سے
اول سید صاحب کے رائے بریلی کے تکیہ میں ہوئی تھی مولوی ولایت علی
صاحبؒ ناظم بہار کے نواسے بڑے رئیس زادے اور نازو نعم

Marfat.com

میں پرورش پائے ہوئے تھے، مگر مذہبی تحریک نے ان کی بالکل کایا پلٹ کردی تھی، اور باوجود ایک جماعت کے امیر مقرر ہو جانے کے اپنی جماعت والوں کی خود آپ خدمت کیا کرتے تھے۔ اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور اپنے سر پر لاد کر لایا کرتے تھے، اپنے ہاتھوں سے کھانا پکاتے اور مٹی گارے کا کام انجام دیتے تھے، اس زمانہ میں آپ کے والد ماجد نے اپنے ایک خدمت گار کے ہاتھ چار سو روپیہ اور کچھ قیمتی کپڑے پٹنہ سے آپ کے پاس رائے بریلی بھیجے، اس وقت آپ موٹا تہہ بند باندھے ہوئے مسجد و مکان کی تعمیر کے کام میں مصروف تھے اور گارے میں لتھڑے ہوئے تھے، پرانے ملازم نے آپ کو نہ پہچانا، اور بتلانے پر بھی یقین نہ کیا کہ یہ مولوی ولایت علیؒ ہیں۔ بالآخر جب اسے یقین آگیا تو آپ کی کیفیت دیکھ کر زار و قطار رونے لگا۔ اور نقد و پارچہ جات پیش کئے۔ آپ نے انہیں بجنسہٖ سید صاحب کی خدمت میں پیش کرکے بیت المال میں داخل کرادیا۔ اس قسم کی تربیت کے بعد وہ کونسی مشکل تھی جو ان اصحاب کے سامنے ٹھہر سکتی تھی۔" (مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۱۲۶ و ۱۲۷)

اور سنیئے :-

"آپ کا لباس اکثر موٹے کپڑوں کا ہوا کرتا تھا، غذا بھی موٹی

Marfat.com

اور باسی ہر طرح کی مساکین کے ساتھ نوش فرماتے اور انہیں کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، اور آپ کے گھر والے بھی ایسی ہی سادہ زندگی گذارتے تھے، اور اپنی کل آمدنی بیت المال میں داخل کر دیتے تھے۔ جو کچھ ہدیئے آپ کو ملتے ان کو جماعت مساکین اور مولفۃ القلوب پر صرف کرتے آپ کی تربیت سے لوگوں سے فخر انساب، عالموں سے امتیاز عابدوں سے اپنی عبادت پر بھروسہ، دولت مندوں سے کبر و نخوت دور ہوتی تھی۔ جماعت مساکین جو قافلہ کے نام سے مشہور تھی اسے اپنے مکان میں اسی لئے رکھتے تھے کہ اس سے لوگوں میں مندرجہ بالا خوبیوں کی تربیت ہو"

(مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۱۲۸)

مراسم میں سادگی کی مثال آپ نے اس طرح قائم کی کہ باوجود رئیس اعظم ہونے کے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاح موجودہ پیوند لگے کپڑوں میں ہزارہا آدمیوں کے مجمع میں کرا دیئے اور نہایت سادہ دعوت ولیمہ دی اجب آپ ہجرت کر کے سرحد کو روانہ ہوئے تو آپ کے قافلہ میں دو ڈھائی سو آدمی تھے راستہ میں بڑے بڑے رئیسوں نے آپ کی مکلف دعوتیں کرنی چاہیں مگر آپ کے حکم سے کبھی قافلہ کو ستو گھول کر پلا دیئے جاتے، اور کبھی کھچڑی وغیرہ کھلا دی جاتی تھی، غرض سفر اور حضر، میزبانی اور مہمانی میں ہمہ وقت یکساں سادگی مد نظر رکھتے تھے۔ ان کی تبلیغ نہ صرف ان کے مکان تک محدود تھی

Marfat.com

بلکہ وہ بافندوں کے کرگھوں اور کسانوں کے کھیتوں پر جاکر وعظ و نصیحت کرتے، جب سرحد کو روانہ ہوئے تو قریہ بہ قریہ، قصبہ بہ قصبہ قیام کر کے اشاعت دین کرتے جاتے تھے حتیٰ کہ پٹنہ سے دہلی تک کا سفر ڈیڑھ سال میں طے کیا تھا۔

مذہب کے لئے قربانیاں

مولوی ولایت علی صاحب نے جب اپنے چھوٹے بھائی مولوی عنایت علی کو بنگال روانہ کیا تھا تو وہ اپنی جائداد کا کام دوسرے کے سپرد کر کے وہاں چلے گئے اور تمام عمر درس و تدریس، اصلاح و تبلیغ میں صرف کردی۔ اسی طرح مدراس، حیدرآباد، بمبئی، روہیل کھنڈ، رامپور اور تمام صوبوں میں آپ کے خلفاء اور نائبین مقرر تھے، جو مسلمانوں میں مذہبی تعلیم پھیلاتے تھے اور انہیں منظم کرتے تھے، یہ لوگ کسی ایک جگہ پیر اور مخدوم بن کر نہ بیٹھے تھے، بلکہ گاؤں گاؤں مارے مارے پھرتے تھے اور جہاں کا حکم ہوتا تھا سب چھوڑ چھاڑ کر وہاں چلے جاتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں ریل نہ ہونے کی وجہ سے معمولی سفروں میں ہفتے اور مہینے لگ جاتے تھے، مولوی عنایت علی اپنے بڑے بھائی مولوی ولایت علی سے صرف دو سال چھوٹے تھے، مگر جب بنگال میں ان کے پاس مولوی ولایت علی سے سرحد جانے کا حکم پہنچا۔ اسی وقت کمربستہ ہو کر چلے گئے اور وہاں کی لڑائیوں میں شریک ہوئے؛ دوسری بار جب ضرورت ہوئی تو تمام جائداد کا بیعہ نامہ کر کے روانہ ہو گئے اور سرحد میں دوبارہ پہنچ کر مسلسل آٹھ دس سال تک دینی خدمات انجام دیں حتیٰ کہ بھوک کی حالت میں درختوں کے پتے اور

Marfat.com

کونپلیں کھانے کی نوبت آئی۔ جن سے خون کے دست آنے لگے، اور اسی حالت صبر و استقامت کے ساتھ جان دیدی۔

آزمائش سکھوں سے معرکہ آرائی کے بعد حضرت سید احمد شہیدؒ اور اسمٰعیل شہیدؒ کی شہادت کے بعد سرحد کا مورچہ برابر قائم رہا۔ مگر اب چونکہ پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا اب مجاہدین کا براہ راست انگریزی حکومت سے مقابلہ تھا لہٰذا انگریزی حکومت نے مجاہدین کو باغی قرار دیا اور ترکی و مصری حکومتوں کے نقش قدم پر چل کر ان کو وہابی بنا ڈالا۔ اب مجاہدین کو انگریزوں نے قید و بند، حبس دوام بعبور دریائے شور، پھانسی وغیرہ کی سزائیں دینی شروع کیں۔ مگر اللہ کی یہ جماعت ثابت قدم رہی وہ اصحاب جن پر بغاوت کے مقدمات چلائے گئے، انہوں نے بڑے صبر و استقامت سے ان مصائب و آلام کو جھیلا اور اسی حالت میں مذہب کی خدمت کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کے سامنے ایک مقصد اور نصب العین ہوتا ہے تو اس میں کس درجہ مضبوطی اور پختگی آ جاتی ہے یہاں صرف مولوی یحییٰ علی صاحبؒ پٹنوی کا واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ آپ بڑے رئیس اور اس کے ساتھ بڑے عالم بھی تھے، اور جن حالات میں آپ نے مذہبی تبلیغ کی وہ عجیب و غریب ہیں، مولوی صاحبؒ موصوف پر یہ جرم قائم کیا گیا تھا کہ وہ اپنے عزیزوں کے ساتھ جو سرحد میں تھے خط و کتابت رکھتے تھے، اور ان کے پاس امداد کے طور پر روپیہ بھیجتے تھے، اس جرم میں ان پر ۱۸۶۴ء میں مقدمہ چلایا گیا۔ حوالات میں آپ پر جو سختیاں گزریں

Marfat.com

وہ ناقابل بیان ہیں، مولانا کی یہ کیفیت تھی کہ ہر وقت ذکر و شغل میں منہمک شاداں اور فرحاں رہتے اور بجز ذات باری تعالیٰ کے کسی چیز سے خائف نہ ہوتے تھے، آپ نے پیشی کے وقت عدالت سے ترک موالات کر رکھی تھی، نہ آپ کسی کو وکیل کرتے اور نہ کسی سوال کا جواب دیتے اور ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ پہلے دن جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے عدالت سے نماز کی اجازت چاہی، عدالت نے اجازت دینے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہماری غیر حاضری میں ہمارے خلاف شہادت کی سماعت جاری رکھی جائے اس پر ہمارا ہی نقصان تو ہوگا مگر اس پر بھی عدالت رضامند نہ ہوئی اور نماز کی اجازت نہ دی تو کل ملزموں کے ساتھ اجلاس کے اندر ہی سنگینوں کے پہرہ میں تکبیر کہہ کر نماز باجماعت ادا کی جب دو روز یہی ہوتا رہا۔ تب عدالت نے ایک ایک ملزم کو باہر لے جاکر نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ یہ اصحاب زمانہ حوالات میں تین مہینے تک کال کوٹھریوں میں رکھے گئے۔ اس قید تنہائی میں بھی مولوی یحیٰی علیؒ کا فیض تبلیغ جاری رہا۔ پہرہ کے سپاہی بالعموم سکھ یا گورکھے ہوتے تھے آپ ان کو أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کا وعظ سناتے سپاہی کھڑا روتا رہتا جب پہرہ بدلتا تو آپ کی صحبت چھوڑ کر جانا پسند نہ کرتا اس وقت کتنے ہی سپاہی موحد اور کتنے مسلمان بن گئے۔ مولانا کا جسم بے شک قیدی تھا مگر دل اور زبان آزاد تھے جن پر بجز حاکم حقیقی کے کسی کی حکومت نہ تھی اس مقدمہ میں آپ کو سزائے موت دی گئی جو بعد میں عبور دریائے شور میں

منتقل کردی گئی۔ سزا کا حکم ملنے پر آپ کو کنوؤں کے رہٹ چلانے کی مشقت پر لگا دیا گیا اور آپ دھوپ کی تپش میں اس کو چلاتے رہے حتیٰ کہ پیشاب میں خون آنے لگا۔ مگر آپ نہایت صبر و شکر کے ساتھ اس کو انجام دیتے رہے۔ دوسرے قیدی جو نہایت قوی اور توانا تھے تھک کر بیٹھ جاتے مگر آپ صبح سے شام تک اس میں لگے رہتے۔ یہاں تک کہ خود ڈاکٹر نے ان پر رحم کھا کر انہیں دری بافی کے کام پر لگا دیا۔ ہر کام کرتے وقت آپ حمد و ثنا باری تعالیٰ میں مشغول رہتے۔ احساس فرض کی یہ کیفیت تھی کہ جیل کا کام بھی باحسن وجوہ انجام دیتے اور دوسرے قیدیوں کو نصیحت فرماتے کہ جب تم سرکاری کھانا کھاتے ہو اور سرکار کا کپڑا پہنتے ہو اور اس کے مکان میں رہتے ہو تو ضروری ہے کہ سرکاری کام کو انجام دو۔ اگرچہ اس زمانے کے کھانے کی بابت جو جیل خانہ میں قیدیوں کو دیا جاتا تھا مورخ نے لکھا ہے کہ ہر قیدی کو دو روٹیاں ملتی تھیں اس لئے قیدی جیل کی گھاس اور جڑیں اکھاڑ کر پیٹ بھرتے تھے، جو قیدی افسران جیل کی عدول حکمی کا ارادہ کرتے مولانا ان کو روکتے۔ آپ کی نصیحتوں سے صدہا قیدی ایسے نیک چلن ہو گئے کہ ان کو دیکھ کر داروغہ اور اہل کاران جیل حیران ہوتے تھے۔

یہ حضرت سید احمد شہید بریلوی اور مولوی اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی کی جماعت اور مجاہدین کے حالات کا مختصر سا خاکہ ہے، اس سے اس جماعت کی دینی مذہبی اور اسلامی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ کس جذبہ کے تھے۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمات انجام دے رہے تھے، اور جب تک

ان کا ٹکراؤ انگریزوں سے نہیں ہوا اس وقت تک انگریز خاموش رہا۔ اور جب انگریزوں سے ٹکراؤ ہوا تو انگریز نے مستقل ایک محاذ قائم کیا اور فروعی مسائل کے جھگڑے پیدا کر کے اس جماعت کے خلاف عام مسلمانوں میں بدظنی پھیلانی شروع کی اور مولویوں کو خرید کر خوب رسالہ بازی کرائی۔ مگر اب جب کہ انگریز جا چکا ہے مسلمانوں کو ایک آزاد حکومت مل چکی ہے لہٰذا اب ان علمائے بریلی کی اس قسم کی افترا پردازیوں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے، ان میں مذہبی جتھے بندیاں کرنے اور ان میں کافر و وہابی کی حدود قائم کرنے کی حقیقت معلوم ہو چکی ہے۔ کاش یہ مولوی صاحبان مسلمانوں میں آپس میں محبت، مودت، ان کی مذہبی اصلاح، قرآن و سنت کی تبلیغ پر اپنی کوششیں صرف کرتے۔ مگر ان کے پیش نظر تو تخریب، افتراق، النفاق کافر بنانے اور وہابی ٹھہرانے ہی کا مشغلہ ہے۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

سید احمد شہیدؒ اور مولوی اسمٰعیل شہیدؒ کی مساعی جمیلہ اور ان کی کارگزاریوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان حضرات کی تصنیفات میں بھی وہی کتاب و سنت کی پابندی پر زور اور بدعات سے محترز رہنے کے احکام کا بیان ہے مولوی محمد اسمٰعیل شہیدؒ کی دو کتابیں تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں کتاب و سنت کی تعلیم کو نہایت عام فہم طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ صراط مستقیم میں سید احمدؒ صاحب کے ملفوظات ہیں اور تقویت الایمان میں رد بدعت و شرک ہے۔ ادھر ان بزرگوں نے

Marfat.com

جہاد بالقلم اور جہاد بالسیف سے مسلمانوں کی خدمات انجام دیں اُدھر انگریزوں کی حکومت نے پوری پوری کوشش کی کہ جہاں ہندوستان میں ہماری سیاسی حکومت قائم ہوئی ہے لہٰذا کسی طرح یہاں مذہبی حکومت بھی قائم ہو جائے، اور یہاں کے باشندوں کو عیسائی بنا لیا جائے اس کے لئے یوں تو سولھویں صدی سے کوشش ہوتی رہی اور ڈچ، پرتگیزی اور فرانسیسی حکومتوں نے کچھ نہ کچھ کوشش کی شاہجہاں بادشاہ کی ناراضی اور اورنگ زیب[7] کی سخت گیر پالیسی سے یہ چیز واضح ہے اور آج معلوم ہوتا ہے کہ ان حکومتوں نے کن کن سازشوں اور چالوں سے ہندوستان کے باشندوں کو عیسائی کرنے کی کوشش کی۔ اسکول کھولے۔ شفاخانے کھولے۔ یتیم خانے کھولے اور مختلف قسم کے جھانسے دیئے اور مسیحی دین پھیلانے کی کوشش کی۔ لہٰذا ڈچ پرتگیزی اور فرانسیسی قوموں کے ہندوستان میں قدم نہ جمنے کے اسباب میں مورخین نے ایک سبب یہ بھی ٹھہرایا ہے کہ ان قوموں نے شروع ہی سے ہندوستان میں مذہبی تشدد اور عیسائی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی۔ انگریز قوم بڑی چالاک تھی اس نے اول حکومت قائم کی اس کے بعد آہستہ آہستہ عیسائی مذہب کا پروپیگنڈہ شروع کیا۔ انیسویں صدی میں عیسائی پروپیگنڈہ کی رفتار بہت تیز نظر آتی ہے۔ جابجا اسکول کھولے گئے۔ مشن اسکول قائم ہوئے اسپتال کھولے گئے۔ بائبل سوسائٹیاں قائم ہوئیں۔ پادریوں نے مناظرے شروع کئے۔ ہندوستان کی پست اقوام کو خاص طور سے عیسائیوں نے پھانسا۔ ان حالات میں علمائے اسلام نے بڑی جاں بازی اور بہادری سے

Marfat.com

۔۔۔ر ہو کر پوری شدت سے عیسائی مذہب کی مخالفت کی۔ اور تحریر و تقریر سے ۔۔۔یب مقابلہ کیا۔ مولوی رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے آگرہ میں جب پادری ۔۔۔نڈر کو شکست فاش دی تو یہ بدبخت پادری اپنا منھ چھپاکر ترکی پہنچا۔ ۔۔۔ہاں بھی اس نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ خدا کی قدرت دیکھئے اسی زمانے میں ۔۔۔ولوی رحمت اللہ صاحبؒ حج کو تشریف لے گئے تھے، لہٰذا جب ان کو معلوم ۔۔۔ا کہ کوئی عیسائی پادری ترکی میں مناظرہ کا چیلنج دے رہا ہے لہٰذا وہ بھی ۔۔۔انہ ہو گئے۔ خلیفۂ وقت کے دربار میں مجلس مناظرہ منعقد ہوئی مسلمانوں کی ۔۔۔رف سے خلیفہ وقت نے ہندی عالم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کو مقرر کیا۔ ۔۔۔سر جلسہ مناظرہ جب پادری فنڈر نے مولوی صاحبؒ کی شکل دیکھی تو اپنی شکست کو یاد کر کے مقابلہ چھوڑ دیا اور فرار ہو گیا۔ غرض علمائے دہلی اور علمائے ۔یوبند نے عیسائیوں کے رد میں بڑے بڑے کام کئے اور ان کے منہ بند کر دیئے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے اس وقت بریلوی علماء کے سرگروہ مولوی فضل رسول بدایونی اور دوسرے لوگ موجود تھے۔ ان کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ عیسائیوں کا مقابلہ کرتے۔ بلکہ اس وقت تو مولوی فضل رسول بدایونی انگریزی حکومت کے ملازم تھے، اور فرنگی کا پیسہ سررشتہ داری کی نوکری کر کے کھا رہے تھے جب کہ ولی اللہ والی جماعت کے لوگ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی اور دوسرے علمائے دہلی جو کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات سے مستفیض تھے عیسائی پادریوں کو ترکی بہ ترکی جواب دے رہے تھے۔ ان حضرات کی کوشش اور مساعی جمیلہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں آبِ زر سے

Marfat.com

لکھی جائیں گی۔ اللہ کی اس مٹھی بھر جماعت نے عیسائی پادریوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ ہمیں علمائے بریلی کی کوششیں اس معاملہ میں بالکل صفر معلوم ہوتی ہیں۔ بھلا یہ جماعت انگریزوں اور عیسائیوں کا ردکیوں کرتی؟ انگریزوں کے اشارہ پر اس نے مسلمانوں کی اس جماعت کو کافر اور وہابی ٹھہرایا۔ ممکن ہے انگریز نے ان علماء سے علماء دیوبند اور علمائے دہلی کو کافر اور وہابی یوں بھی کہلوایا کہ ان علماء دیوبند و علمائے دہلی نے عیسائیت کی جڑیں اکھاڑیں اور عیسائیت کو ہندوستان میں پنپنے کا موقعہ نہ دیا کیا کسی بریلوی عالم کی کوئی قدیم تصنیف یا مناظرہ عیسائیوں کے ساتھ جنگ آزادی سے قبل یا اس کے قریب ہوا ہے۔ ہرگز نہیں ہوا۔ انگریز کی مخالفت یہ جماعت کیوں کر کر سکتی تھی۔

انگریز نے ایک طرف عیسائیت کا پروپیگنڈہ شروع کیا جس کا جواب علماء اسلام نے کافی و شافی دیا، دوسرے مسلمانوں کی حکومتوں کو ختم کیا۔ روہیل کھنڈ پر انگریزوں کا قبضہ ۱۸۰۱ء میں ہو چکا تھا۔ اودھ پر ۱۸۵۶ء میں دخل کیا۔ مسلمانوں کا سیاسی اقتدار ختم ہوا۔ ان کو معاشی اور دنیوی دشواریاں پیش آئیں۔ ادھر ان کے تعلیمی نظام کو سب سے بڑا نقصان پہنچا۔ ملازمتیں ان کی ختم ہو گئیں۔ ان کا حریف ہندو ہر میدان میں آگے بڑھا۔ قاضیوں کا تقرر ختم ہوا۔ مسلمانوں کو ہندوستان میں ہر طرف تاریکی نظر آئی۔ عیسائیت کی تبلیغ جاری تھی۔ لہذا سوال یہ پیش ہوا کہ اس غیر ملکی حکومت سے جہاد جائز ہے یا نہیں۔ علماء اسلام نے دہلی کے آخری بادشاہ ظفر شاہ کی برائے نام

Marfat.com

حکومت کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی اور اسلام کو سربلند کرنے کے لئے دوبارہ پھر سردھڑ کی بازی لگادی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے شدید مظالم سے مجبور ہوکر دہلی میں جہاد کا فتویٰ مرتب ہوا۔ جس پر علماء دہلی اور علماء حق پرست کی مہریں ہوئیں۔ مگر آپ حضرات کو واضح ہونا چاہیئے کہ احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں اور ان کے دادا مولانا رضا علی خاں اس وقت بریلی میں موجود تھے۔ جب کہ غدر ہوا۔ مگر کیا ان لوگوں نے بریلی کی جہاد کی تحریک میں کوئی حصہ لیا؟ کوئی بریلوی عالم یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ جس وقت بریلی میں جرنیل بخت بہادر خاں۔ نواب خاں بہادر خاں سادات نو محلہ اور غریب مسلمان دین کی سربلندی اور روہیلکھنڈ کی آزادی اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کی کوشش کر رہے تھے تو ان علماء نے اس جنگ آزادی کی تحریک میں کوئی حصہ لیا ہو ہرگز نہیں اور سنیئے اسی آزادی کی تحریک میں جبکہ بدایوں اور اس کے نواح ککرالہ میں مسلمانوں نے آزادی کی کوشش کی اور ککرالہ میں انگریزوں سے مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے جان کی بازی لگا کر اس فرنگی حکومت کو مٹانے کی کوشش کی تو کیا مولوی فضل رسول بدایونی نے غدر یا فتوے جہاد پر دستخط کرنے میں حصہ لیا۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو حکومت کے معتمد تھے (فریڈم اسٹرگل جلد پنجم لکھنؤ) اس وقت مولوی رضی اللہ بدایونی۔ مولوی تفضل حسین۔ سید محمد شاہ اور ککرالہ کے عام مسلمان انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے تو کیا ان مولوی فضل رسول بدایونی نے اس جنگ میں دامے درمے سخنے کوئی مدد کی ـــــ ہرگز نہیں وہ بالکل علیحدہ رہے۔ بلکہ اس

Marfat.com

وقت سوچ رہے ہوں گے کہ انگریزوں کا کون سا کام انجام دینا چاہیے چنانچہ انگریزوں کی زریں خدمات کے بھروسہ پر شاید اپنے کسی رشتہ دار کو معافی بھی دلوائی اور سفر قسطنطنیہ فرمایا۔ آخر یہ سب کیا تھا۔ یہ سب انگریزی حکومت کی خدمت تھی مگر مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے بوارق محمدیہ اور سیف الجبار تصنیف فرمائی اور سنیئے مارہرہ کی گدی کا بھی حال سُنیئے۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں جب کہ مسلمانان فرخ آباد اور نواب تفضل حسین خاں منظفر خاں۔ نواب عبدالقدیر خاں جس وقت انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے، اور انگریز بدبختوں کی حکومت کو مٹانا چاہتے تھے، اس وقت پیرزادگان مارہرہ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے انگریزوں کی مخالفت میں کوئی فتویٰ یا تعویز گنڈا نہیں دیا۔ اس وقت بھی ان کے یہاں سے مسلمانوں کی تفریق، ان کو کافر بنانے اور وہابی ٹھہرانے کی کوششیں جاری تھیں اور انگریزوں سے ساز باز تھی۔ مولوی محمد صادق صاحب سیتاپور میں وکیل تھے۔ آنریری مجسٹریٹ تھے ان کا پریس تھا۔ اس پریس سے سوائے کفر سازی، وہابی سازی کے اور کوئی لٹریچر برآمد ہوا۔ اس کے مقابل اگر علمائے دیوبند کو دیکھئے تو اس کے سرگروہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی مدرسہ دیوبند ان پاک نفس ہستیوں میں سے ہیں جن پر بغاوت کا الزام ۱۸۵۷ء میں قائم ہوا۔ انگریزوں نے ایک مدت تک ان کا پیچھا کیا اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا اور ملت کی سربلندی کی کوشش کی۔ انگریزوں کو نکالنا چاہا۔ علمائے دیوبند کے سرگروہ اور قائد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے بھی

Marfat.com

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے ہجرت فرمائی اور مکہ شریف میں مقیم ہوکر اپنے متبعین کی اصلاح فرمائی، حضرت مولانا رشید احمدؒ صاحب گنگوہی پر بھی انقلاب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے سخت دارو گیر جاری رکھی۔ غرض اس جماعت کے حضرات نے مسلمانوں کی آزادی اور اسلام کی سربلندی کے لئے ہمیشہ سر دھڑ کی بازی لگائی۔ تاریخ شاہد ہے دارالعلوم دیوبند کی تاریخ کے ذیل میں انشاء اللہ ان چیزوں کو وضاحت سے لکھا جائے گا۔ مسلمانوں کی پوری آزادی کی تاریخ میں ان حضرات کے کارنامے سنہرے حرفوں سے لکھے گئے ہیں اور لکھے جائیں گے۔ مگر علمائے بریلی کے یہاں یہ خانہ خالی نظر آتا ہے۔ ان کے یہاں صرف تکفیر اور وہابی بنانے کا کام ہر وقت جاری رہتا ہے۔ دراصل علمائے بریلی کے یہاں عملی طور سے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء یا دوسری تحریکات آزادی میں حصہ لینا اور ہاتھ بٹانا بڑی بات ہے ان کے یہاں تو فکر و نظر کی بھی آزادی نہیں ہے۔ ان کے یہاں جمود و تعطل۔ غلامی۔ استمداد غیر اللہ کی تحریک۔ پیر پرستی کی تعلیم قبر پرستی نذر و نذر اور مسلمانوں کو اپنی غلامی میں محصور کرنے کی کوشش ہے اور اسی پر ان کے پورے لٹریچر کی بنیاد ہے۔ اس کی بھی ذرا سی تشریح سنئے:۔

جمود و تعطل

مندرجۂ بالا سطور میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ علماء بریلی نے مسلمانوں میں جمود و تعطل پیدا کیا۔ اور فکر و نظر کی بلندی اور آزادی کو راہ نہ دی۔

Marfat.com

اگر غور کیا جائے تو اس عنوان میں بڑی وسعتیں پنہاں ہیں۔ دراصل مارہرہ بدایوں، بریلی یہ ایسے مقام تھے جہاں تین چار پیروں کی گدیاں تھیں۔ اور یہی لوگ اس علاقہ کے مسلمانوں کے مقتدا بنے بیٹھے تھے۔ مسلمانوں کو یہ مرید بنا تھے، مرید بنانے کے بعد ان کی تمام زندگی کے مالک۔ ایک مرید بغیر پیر کے حک یا منشا کے کیا کر سکتا ہے۔ ان لوگوں نے ہمیشہ وہی تعلیم دی کہ جس سے ا اقتدار، حلوا مانڈہ، فوقیت، برتری، قائم رہے، غریب مسلمان کچھ اپنی جہا کچھ دیرینہ معاشرت اور سماج کے بندھنوں کی بنا پر اس کے خلاف نہ کہہ سکتے تھے، اور نہ بول سکتے تھے۔ اگر کسی اللہ کے بندے نے کچھ آواز بلند تو وہابی اور کافر کا فتویٰ لگ گیا۔ یہ چند خاندان اپنی چودھرات کی بق اور تحفظ کے لئے وہی رسالے لکھتے تھے جن میں پیروں کی فوقیت ان کی برتر اور ان کی مداحی ہو، بلکہ ان کی کرامتوں اور خوارق کی کتھائیں ہوں۔ اگر ایک پیر کی لائف کوئی پڑھے تو اس کے مرید یا خانقاہ کی طرف سے شائع شد کتاب میں پیر۔ فرشتہ۔ ولی اور خدا سب کچھ کرامتوں کے زور سے ثابت کیا جائے گا۔ مگر اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہوگا کہ یہ کسی انس کے سوانح ہیں۔ جس کے بیوی بچے تھے۔ جس کو معاش کی ضرورت تھی جس کے رشتہ دار تھے۔ اس کے برخلاف عجیب و غریب قصے کہانیا کرامتیں لکھی جاتی ہیں۔

مارہرہ کے گدی نشینوں کی سُنیئے :۔

"شیخ خود را افضل از ہمہ شیوخ زماں در حق خود پنداردو حکم

اورا درحق خود از جہت تبلیغ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شمارد و ہیچ قول وفعل اورا ضعف وحقیر نہ انگارد۔ آنچہ
بفہم ناقص خود نیاید اورا در سلک متشابہات منسلک
دارد۔ مسترشد را باید کہ اختیار خود بجز مرشد نہ سپرد۔
کالمیّت فِی یَدِ الْغسال باشد و ہیچ فعلے ظاہر و باطن بے
حکم مرشد بجا نیارد بحدیکہ خوردن و آشامیدن وسائر
حرکات وسکنات ظاہریہ وباطنیہ ہمہ موقوف براذن وحکم
شیخ دارد و در ہر کارے بہر قدر کہ اجازت یافتہ است
زیادت نقصان درآں اصلا نکند زیرا کہ مرشداں نباض
طبیعت مسترشداں می باشند کہ اخلات خطرات وساوس
انضاج واسہال واخراج در دست تدبیر ایشاں است
ایشاں را ید اللہ اید یہم بجان ودل بالیقین داند۔"

سراج العوارف صفحہ ۹۵

ان ہدایات کی روشنی میں مسلمانوں نے ان پیروں اور علماء کو ارباب من دون اللہ سمجھا۔ ان کی چودھرات کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو معاشی بدحالی میں مبتلا کرنے کے لئے ان سے سالانہ عرس کے ذریعہ سے ٹیکس وصول کیا۔ اور زیادہ فراغت دیکھی تو ان کو گیارہویں شریف کا حکم دیدیا۔ غریب مرید ان اعمال کو خدا اور رسول کا حکم سمجھ کر کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے کبھی نماز و روزہ کی تبلیغ پر زور نہیں دیا۔ ہمیشہ فاتحہ اور

Marfat.com

گیارہویں اور عرس کی اہمیت پر زور دیا۔

انہوں نے ہمیشہ اپنے مریدوں کو ایسی تعلیم دی جس سے ملت میں نفرت پھیلی، انہوں نے کبھی ان کو صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کے احکام نہ دیئے، صاحب استطاعت کی صورت میں ان کو حج کا حکم نہ دیا۔ کبھی روزہ اور نماز کی تبلیغ نہ کی، خدا کی وحدانیت اور رسولؐ کی رسالت کی تبلیغ نہ کی بلکہ زکوٰۃ اور حج کی بجائے عرس اور پیر کی خدمت کی تبلیغ کی۔ نماز اور روزہ کی بجائے، تعویز، گنڈہ کی اہمیت، نیاز فاتحہ اور علم غیب پر وعظ کہے۔ وحدانیت اور رسالت کی بجائے استمداد غیر اللہ اور صلوٰۃ غوثیہ کی تبلیغ کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام سے سینکڑوں بدعتیں رائج کیں۔ کاش یہ لوگ شیخ کے مواعظ دیکھتے۔ شیخ نے کفر و بدعات کے رد میں کس قدر کوششیں کیں، یہ علماء شیخؒ کا نام لے لے کر ہی ان کے نام سے بدعات رائج کر رہے ہیں۔ ان کے اعمال سے حضرت شیخ رحؒ کی روح پاک کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی، حضرت شیخ رحؒ نے اللہ کی نماز کی تبلیغ کی اور علمائے بریلی نے صلوٰۃ غوثیہ کی تبلیغ کی۔

Marfat.com

باب ششم

دارالعلوم دیوبند اور اس کی گراں بہا خدمات

اِسلامی مدارس اور اُن کی بربادی برصغیر پاک و ہند میں انگریزی عملداری شروع ہونے کے وقت مسلمانوں کا قدیم طریقۂ تعلیم مروج تھا۔ اس زمانہ میں کیفیت یہ تھی کہ والیان ملک اور امرار تعلیم کی پوری پوری سرپرستی کرتے تھے، اس کے لئے جاگیریں دیتے اور جائدادیں وقف کرتے تھے دہلی کی مرکزی حکومت ٹوٹ جانے پر بھی صرف اضلاع روہیلکھنڈ میں جو دہلی سے قریب تر تھے پانچ ہزار علمار مختلف مدارس میں درس دیتے تھے سید لطافت علی بریلوی حیات حافظ رحمت خاں میں لکھتے ہیں:-

Marfat.com

"حافظ الملک کے عہد حکومت میں روہیلکھنڈ میں پانچ ہزار علماء و فضلاء مساجد و سرکاری مدارس میں درس و تدریس میں مشغول تھے۔ ہر ایک عالم یا فاضل کی اس کے علم و فضل کے موافق تنخواہ مقرر تھی۔ تمام مدرسوں میں کتب درسیہ بڑے بڑے علما کے مشورہ سے حافظ الملک خود مقرر فرماتے تھے اور طالبعلموں کو مقررشدہ کتابیں حکومت کی طرف سے مفت مہیا کی جاتی تھیں ملازمین سرکار کے لڑکوں کے علاوہ تمام طالب علموں کو قیام طعام کی سہولتوں کے ماسوا فرداً فرداً سو روپیہ سالانہ بطور جیب خرچ بھی دیا جاتا تھا۔ جب طالب علم فارغ التحصیل ہوکر درجۂ فضیلت کو پہنچ جاتا تھا تو علماء و فضلاء اور طلباء ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوکر اور جلوس ترتیب دے کر اس کو حافظ الملک کے حضور میں لے جاتے۔ حافظ الملک ان تمام لوگوں کی دعوت کرتے اور دعوت کے بعد طالب علم مذکور کے سر پر اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت باندھ کر اس کو زمرۂ علماء میں منسلک کرتے۔ نیز اسی روز سے جس قدر تنخواہ علماء کو دی جاتی تھی اس طالب علم کے لئے بھی مقرر کردی جاتی اور تعلیم و تعلم یا کوئی دوسرا کام جس سے اس کی طبیعت کو موزونیت ہوتی اس کے سپرد کردیا جاتا تھا، طالبان علم کی ایسی عدیم النظیر عزت و حرمت اور خاطرداری و ہمت افزائی جیسی کہ حافظ الملک

کرتے تھے شاید ہی کسی حکمراں نے کی ہو۔"

(حیات حافظ رحمت خاں ص ۲۷۲ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

اسی طرح نواب نجیب الدولہ نے نجیب آباد میں ولی اللّٰہی فلسفہ کی اشاعت کے لئے دارانگر میں ایک[1] دارالعلوم قائم کیا، جس میں علماء کو پانچ پانچ سو روپیہ ماہانہ مشاہرہ دیا جاتا تھا۔ یہ ایک بڑا دار العلوم تھا اس کا ذکر اکبر شاہ خاں نجیب آبادیؒ نے مئی ۱۹۱۶ء کے رسالہ "عبرت" میں لکھا ہے۔ دوسری طرف فرخ آباد میں نوابانِ بنگش بھی علم و فضل کی سرپرستی کرتے رہے تھے۔ مفتی ولی اللہ فرخ آبادیؒ کا مدرسہ خاص طور سے قابل ذکر ہے غرض اس زمانہ میں ہر شہر و قصبہ بلکہ دیہات تک میں مدرسوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ خیر آباد۔ لکھنؤ۔ پٹنہ۔ اجمیر۔ جونپور۔ ملتان۔ دہلی۔ آگرہ۔ لاہور مدراس۔ گجرات۔ سورت۔ سیوہن۔ ٹھٹھہ۔ شاہجہاں پور۔ فرخ آباد۔ بریلی۔ بدایوں آنولہ۔ رامپور۔ نجیب آباد۔ میرٹھ۔ علی گڈھ وغیرہ تعلیم کے بڑے بڑے مراکز تھے مگر جب انگریزی حکومت ہندوستان میں آئی تو اس نے سب سے اول مسلمانوں کے اسلامی نظام تعلیم کو معطل اور برباد کیا وہ سمجھتا تھا کہ کسی قوم کو تباہ کرنے کے لئے اس کے تعلیمی نظام کا تباہ کرنا کافی ہے۔ بقول اکبر الہ آبادیؒ

یوں قتل سے بچوں کے بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

مسلمانوں کے تعلیمی نظام کی بربادی کا مفصل حال، مسلمانوں کا روشن مستقبل،

---

[1] تذکرہ شاہ ولی اللہ از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ و تذکرہ علمائے فرنگی از مولوی عنایت اللہ و مضامین شبلی

از سید طفیل احمد منگلوری سے معلوم ہوتا ہے، مگر ہمارا یہ موضوع نہیں ہے، لہذا چند اقتباسات کے بعد اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

"آخر ۱۸۳۵ء میں آٹھ لاکھ پونڈ کے خرچ سے مقدمات چلا کر ان معافیات اوقاف تعلیم پر حکومت نے قبضہ کر لیا۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان)

اس کارروائی کا مسلمانوں کی علمی زندگی پر کیا اثر پڑا۔ اس کی نسبت ہنٹر لکھتا ہے کہ

"سینکڑوں پرانے خاندان تباہ ہو گئے اور مسلمانوں کا تعلیمی نظام جس کا دارومدار انہیں معافیات پر تھا تہ و بالا ہو گیا۔ مسلمانوں کے تعلیمی ادارے ۸۰ سال کی مسلسل لوٹ کھسوٹ کے بعد یک قلم مٹ گئے۔"

یہی شخص آگے چل کر لکھتا ہے کہ

"مسلمانوں کے اس الزام کا جواب نہیں دیا جا سکتا کہ ہم نے ان کے تعلیمی اوقاف کا ناجائز استعمال کیا اس حقیقت کو چھپانے سے کیا فائدہ کہ مسلمانوں کے نزدیک اگر ہم اس جائداد کو جو اس مصرف کے لئے ہمارے قبضہ میں دی تھی ٹھیک ٹھیک استعمال کرتے تو بنگال میں آج بھی ان کے پاس اعلیٰ اور شاندار تعلیمی ادارے موجود ہوتے۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان۔ از ڈبلو ڈبلو ہنٹر)

Marfat.com

مسلمانوں کے قدیم نظام تعلیم کو مٹاکر جو انگریزی نظام تعلیم قائم کیا گیا اس میں مسلمانوں کے مذہبی رجحان کی کس حد تک رعایت ملحوظ رکھی گئی اس کو بھی ایک انگریز کی زبانی سُنیئے:۔

"ہمارے طریق تعلیم میں نوجوان مسلمانوں کے لئے مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان)

برک اپنی یادداشت میں جو برطانوی گورنمنٹ میں پیش کی گئی تھی لکھتا ہے:۔

"ان مقامات میں جہاں علم کا چرچا تھا، اور جہاں دور دور سے طالب علم پڑھنے کے لئے آتے تھے آج وہاں علم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا ہے"

(بحوالہ مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ)

ادھر انگریزی مشنری مسلمانوں کے نظام تعلیم کو برباد کررہی تھی کہ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے اپنے سر دھڑ کی بازی لگاکر انگریزوں کو نکالنے کی ایک مقدس ومشترکہ کوشش کی جو بعض وجوہ کی بنا پر ناکام رہی، اس کے بعد مسلمانوں پر مصائب وآلام کے جو پہاڑ ٹوٹے ان کے قلم بند کرنے سے قلم کا سینہ شق ہوتا ہے۔ اور چشم قلم سے خون کے دریا بہتے ہیں افسوس کہ ان خونچکاں داستانوں کی تفصیلات انگریز کے ڈر کی وجہ سے قلم بند نہ ہوسکیں۔ انقلاب ۱۸۵۷ء کے نتیجہ میں مسلمانوں کو پھانسیاں دی گئیں۔ حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزادی گئی۔ جائدادیں

ضبط ہو گئیں۔ بستیوں کو آگ لگا دی گئی۔ عمارات۔ قلعے۔ محلسرائیں ڈھادی گئیں۔ علمار کو گولی سے اُڑایا گیا۔ مدرسے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ مسلمان پریشان و سراسیمہ اور برباد کر دیئے گئے۔ سرسید احمد خاں جیسے انگریز وفادار شخص نے اس بربادی سے متاثر ہو کر ہجرت کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی دینی تعلیم اور ان کی مذہبی تعلیم کا انتظام خاندان ولی اللہؒ کے تربیت یافتہ بزرگوں نے کیا۔

دار العلوم دیوبند کا قیام

مسلمانوں کے مذہبی مدارس کے بارے میں انگریزوں کی جو حکمت عملی رہی، اس کی موجودگی میں صاف ظاہر ہے کہ عربی مدارس کس طرح قائم رہ سکتے تھے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ برباد ہوتے گئے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ تاہم علوم مذہبی کو زندہ کرنے کی ایک حرکت مسلمانوں میں پیدا ہوئی۔ کچھ پرانے مدرسے زندہ کئے گئے اور کچھ نئے قائم کئے گئے۔ اس زمانہ تک جو عربی تعلیم ملک میں رائج تھی اس میں معقولات یعنی قدیم فلسفہ و منطق کو بہت اہمیت حاصل تھی اور علمائے متاخرین کی وہ کتابیں جن میں فلسفۂ حکمت کی ابحاث زیادہ تھیں عربی کے نصاب تعلیم کا زیادہ حصہ تھیں، خود فرنگی محل کا یہی حال تھا، لیکن شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے حدیث شریف اور قرآن مجید کی تعلیم کو ہندوستان میں زندہ کیا، اور علوم دینیہ یعنی منقولات کو اولیت کا درجہ دیا۔ اور مذہبی اوہام کا تدارک کیا اس سلسلہ کے علمار نے تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کے ذریعے سے اشاعت توحید اور کتاب و سنت کی تعلیم میں خاص حصہ لیا۔

۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء یوم پنجشنبہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ وہ مبارک و مسعود دن تھا جب کہ خمخانہ ولی اللّٰہی کے چند سرمستوں

Marfat.com

نے بادۂ اشاعت کتاب و سنت سے سرشار ہو کر اس کی اشاعت کا انتظام کیا۔ اور چھتہ کی مسجد کے کھلے صحن میں دیوبند ضلع سہارنپور کی قدیمی بستی میں انتہائی بے سرو سامانی کے ساتھ ایک طالب علم (حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ) اور ایک استاذ (حضرت ملا محمود صاحب) سے قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ کی قیادت و رہنمائی اور حضرت حاجی عابد حسین رح، مولانا ذوالفقار علیؒ اور حضرت مولانا فضل الرحمنؒ صاحب جیسی برگزیدہ شخصیتوں کے تعاون اور مشورہ سے اس دینی درسگاہ کا آغاز کر دیا گیا اور زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ معمولی درس گاہ دنیائے اسلام کا مقبول ترین دار العلوم سمجھی جانے لگی اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے گزر کر مختلف ممالک اسلامیہ کے طالبانِ علم بھی گروہ در گروہ اسلامی علوم و فنون کی طلب و تحصیل کے لئے اس میں جمع ہو گئے، اور آج یہ دار العلوم جامع ازہر کے ہم پلّہ نظر آتا ہے مگر بریلوی علماء کو یہ درسگاہ ایک نظر اچھی نہیں لگتی۔

دار العلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نہ صرف حکومت بلکہ امراء کے تعلقات سے بھی احتراز کرتے تھے۔ چنانچہ وصیت نامہ قاسمی میں یہ دفعات ہیں :۔

(۱) اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی سبیل یقینی نہیں ہے تب تک یہ مدرسہ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط توجہ الی اللہ اسی طرح چلے گا اور اگر کوئی آمدنی یقینی ایسی حاصل ہو گئی جیسی جاگیر یا کارخانۂ تجارت یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف و رجا جو سرمایۂ رجوع الی اللہ ہے، ہاتھ سے

Marfat.com

جاتا رہے گا اور امدادِ غیبی موقوف ہو جائیگی۔ اور کارکنوں میں نزاع پیدا ہو جائیگا۔ القصہ آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی ملحوظ رہے

۲۔ سرکار کی شرکت اور امراء کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔

۳۔ تامقدور ایسے لوگوں کا چندہ زیادہ موجب برکت معلوم ہوتا ہے جن کو اپنے چندہ سے امید ناموری نہ ہو۔ بالجملہ حُسن نیت اہل چندہ زیادہ پائیداری کا سامان معلوم ہوتا ہے۔"

غرض اس دارالعلوم نے مسلمانوں کی بڑی بیش بہا خدمات انجام دیں اور شاہ ولی اللہی تحریک کے تحت مسلمانوں کو کتاب وسنت کی تبلیغ کی اور ان سے اوہام اور بدعات باطلہ کو مٹایا۔ اس دارالعلوم نے چودہ ہزار سے زائد علماء وصلحاء کرام پیدا کئے۔ جنہوں نے کلمۃ الاسلام بلند کرنے کے لئے بحر شمالی، روس کی سرحدوں سے لے کر افغانستان۔ آذربائی جان۔ سرحد ایران، مکران، قلات، مغرب اقصیٰ، الجزائر تک اور سرحد چین مشرقی ترکستان سے لے کر کشمیر کی وادیوں، ہمالہ کی ترائیوں آسام کی پہاڑیوں، انتہا یہ کہ برما، ملایا، جاوا، سماٹرا، موریشس (جنوبی افریقہ ڈربن، جوہانسبرگ، ڈہومر، اور ریاست یوگنیڈا تک پہنچ کر اسلام اور مسلمانوں کی خدمات کا فرض انجام دیا۔ اور دنیائے اسلام کے قلب ودماغ (مکہ ومدینہ) میں اسلامی علوم کی درسگاہیں (مدرسہ صولتیہ وغیرہ) قائم کرکے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔

برصغیر کے گوشہ گوشہ میں بھی وہ اپنی علمی ودینی برکات پہنچا رہا ہے ۱۳۶۶ھ کا ایک گوشوارہ غیر منقسم ہندوستان کا ملاحظہ کیجئے جبکہ دارالعلوم نے ۲ ۴ ۲ ۱۴

حدیث و قرآن کی تحصیل میں مصروف تھے۔

بیرون ہند

جنوبی افریقہ	۴	بدخشاں	۲	افغانستان	۲۷
ملایا	۵	زنگی آباد	۱	مکران	۱۰
مشرقی ترکستان	۱	فرغانہ	۱	قرأت گین	۱
ایران	۲	خوقند	۱	چار	۵
ختن	۱	سبی	۱	وزیرستان	۳
سرباز	۵	مرغیناں	۱	گردیز	۱۰
ژوب	۱	نوشکی	۱	کریہ	۱
باجوڑ	۱	ٹوچی ایجنسی	۱	سراواں	۱
سوات	۱	تندوسر	۱	سیلون	۴
کشمیر	۱۵				

غیر منقسم ہندوستان

صوبہ سرحد	۱۵۴	آسام	۶۹	بلوچستان و کوئٹہ	۲۰
برما	۶۹	تلات	۷	بہار و سی پی	۸۸
پنجاب	۱۰۱	سندھ و بمبئی	۳۳	مدراس	۳۱
یوپی	۴۵۷	ریاست ہائے ہند	۵۶	بنگال	۲۹۹

(از تاریخ دیوبند ص ۸۹-۹۰)

Marfat.com

فضلائے دارالعلوم دیوبند

علم وعمل کی سادگی، بے تکلفی، جفاکشی امر بالمعروف نہی عن المنکر اس جماعت کا طرۂ امتیاز رہا ہے، غرض دارالعلوم کی آغوش تعلیم و تربیت سے پچیس ہزار سے زائد علماء و فضلاء پیدا ہو چکے ہیں۔ جو اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لئے دنیائے اسلام کے بلشیتر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے قندیل روشن کئے ہوئے ہیں۔ ان میں صاحب درس و افتاء بھی ہیں اور مصنف و مبلغ بھی امراض روحانی کے معالج بھی ہیں اور امراض جسمانی کے طبیب بھی۔ واعظ بھی ہیں لیڈر بھی ہیں اور اخبار نویس بھی۔ قاضی (جج) بھی ہیں اور مجالس مقننہ کے رکن بھی مفکر بھی ہیں اور فلسفی بھی۔ غرضیکہ مسلمانوں کی علمی، اخلاقی تہذیبی اور سیاسی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں دارالعلوم کے فیض یافتہ موجود نہ ہوں۔ ان فضلائے دیوبند کے متعلق اب ہم تاریخ دیوبند کے حوالہ سے چند اخبار کی آرا نقل کرتے ہیں

روزنامہ سیاست لاہور نے لکھا:۔

"جہاں تک تحفظ دین، تردید مخالفین اور اصلاح مبلغین کا تعلق ہے، دارالعلوم دیوبند کے مدرسین و مبلغین کا حصہ سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ مثال کے طور پر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کر لیا جائے جو آریہ سماج نے اسلام کے خلاف کیں تو آپ کو روز روشن کی طرح نظر آئے گا کہ ان مساعی کے مقابلہ میں سب سے نمایاں طریق پر جو سینہ سپر ہوا وہ مدرسہ عالیہ دیوبند ہی ہے اور دعوے سے کہا جا سکتا

Marfat.com

ہے کہ ہندوستان میں دین حنیف، علوم عربیہ، تفسیر، حدیث اور فقہ کے چرچے بحمد اللہ تعالیٰ بہت حد تک دیوبند کے وجود مسعود کی وجہ سے قائم ہیں۔"

(سیاست لاہور مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۳ء)

عصر جدید کلکتہ نے لکھا:۔

"دارالعلوم دیوبند اسلام کی جو مذہبی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے اور مغربی تہذیب و تمدن کے سیلاب سے جس طرح اس نے اسلامی ہند کی روحانی عمارت کو محفوظ رکھا ہے، ہندوستان کے طویل و عریض بر عظم کا ایک ایک گوشہ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ علوم جدیدہ کی روشنی نے ظاہر بیں نظروں کو خیرہ کر دیا تھا جب کہ دنیاوی عزت اور مناصب کی کشش اچھے اچھے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی جب کہ لوگ مذہب سے بے پرواہ اور مذہبی تعلیم کی طرف سے غافل ہو چکے تھے، اور قال اللہ و قال الرسول کی مقدس آواز نئی تعلیم کے نقارخانہ میں دب گئی تھی، اور مغربی تعلیم و تمدن کے شور و غوغا سے مغلوب ہو چکی تھی، اس نازک وقت میں دیوبند اور صرف دیوبند تھا جو قرآن و حدیث کے نظم کو سنبھالے ہوئے کھڑا رہا۔ ملک کی غفلتوں اور سرد مہریوں نے رہ رہ کر اس کو گرانا چاہا مگر وہ

Marfat.com

پہاڑ کی طرح قائم رہا، فاتح تہذیب کی خندہ زنی اس کو اپنی قدامت سے منحرف نہ کر سکی، نئی تعلیم کے سیلاب نے چاہا کہ اپنی رو میں اسے بہالے جائے مگر کس مپرسی کے باوجود ایک طرف اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف اپنی روحانیت کی روشنی ملک کے ہر گوشہ گوشہ میں پہنچاتا رہا۔ یہاں تک کہ مسلسل جدوجہد کے بعد آج نہ صرف نیشا پور اور زنگون بلکہ قفقاز، موصل، بخارا اور اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے فدائیانِ قرآن و حدیث آ آ کر پروانہ وار اس کے گرد مجتمع ہیں۔"

(عصر جدید کلکتہ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں جہاں کہیں کسی درسگاہ، انجمن یا مدرسہ و مکتب میں کسی ذی استعداد عالم کی ضرورت ہوتی ہے تو دارالعلوم دیوبند ہی سے بلایا جاتا ہے اور وہیں کے تعلیم یافتہ عالم اور مدرس یہ قابلیت رکھتے ہیں کہ ہر قسم کی کتابیں بخوبی پڑھا سکیں۔ کلکتہ، بمبئی، دہلی، کانپور، الہ آباد، بنارس، بریلی، آگرہ اور میرٹھ وغیرہ جس جگہ بھی آپ دیکھیں گے آپ کو دارالعلوم ہی کے فیض یافتہ مسند درس پر بیٹھے ہوئے ملیں گے۔"

(دارالعلوم دیوبند کی سیر اور اس کی مختصر تاریخ)

دارالعلوم کے ہزاروں فرزندوں میں سے چند کے اسمائے گرامی

Marfat.com

درج ذیل ہیں:۔

حضرت مولانا عبدالعلی محدث دہلوی، حضرت مولانا فخرالحسن گنگوہی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا صدیق احمد مفتی ریاست مالیرکوٹلہ، مسیح الملک حکیم اجمل خاں دہلوی، مولانا منصور علی خاں مرادآبادی، مولانا نواب محی الدین خاں قاضی ریاست بھوپال، مولانا عبدالرزاق قاضی القضاۃ دولت افغانستان مولانا عبدالحق (ساکن پور قاضی ضلع سہارنپور) شمس العلماء مولانا حافظ احمد مہتمم دارالعلوم، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی مہتمم دارالعلوم، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم، مولانا حکیم جمیل الدین استاذ مسیح الملک دہلوی، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری مولانا سیف الرحمٰن کابلی، مولانا عبدالحق مفسر تفسیر حقانی، مولانا عبداللہ انبیٹھوی ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی، مولانا ماجد علی پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ، مولانا محمد ابراہیم ، مولانا عبدالرحمٰن محدث امروہوی، مولانا شاہ وارث حسن لکھنوی، مولانا محمد یحییٰ سہسرامی، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی، محدث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا غلام رسول ہزاروی، مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد میاں۔ مولانا حسین احمد مدنی۔ مفتی کفایت اللہ، مولانا سید احمد بانی مدرسۃ الشرعیہ مدینہ منورہ، مولانا سید احمد محدث چاٹگام، مولانا شبیر احمد عثمانی. مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالرحمٰن کانپوری، مولانا فضل باری، مولانا عبدالعزیز خطیب مسجد گوجرانوالہ، مولانا نجم الدین پروفیسر، مولانا اصغر حسین دیوبندی۔ مولانا رسول خاں ہزاروی، مولوی اعزاز علی امروہوی، مولانا فخرالدین صدر مدرس مدرسہ شاہی مرادآباد، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی۔ مولانا عبدالسمیع دیوبندی، مولانا سراج احمد میرٹھی

Marfat.com

مولانا مفتی محمد سہول شمس الہدیٰ پٹنہ۔ مولانا محمد طیب مہتمم۔ مولانا احمد علی مولانا مناظر احسن گیلانی۔ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی۔ مولانا حفظ الرحمٰن، مولانا شاق احمد عثمانی۔ عصر جدید، مولانا مظہر الدین ایڈیٹر الامان۔ مولانا حبیب الرحمٰن بجنوری مولانا احسان لہ خاں ایڈیٹر ادبی دنیا۔ مولانا شمس الحق انغانی۔ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی مدیر برہان۔ مولانا محمد میاں دیوبندی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مولانا بدر عالم میرٹھی۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ مولانا معظم علی نگینوی۔ مولانا منظور احمد نعمانی سنبھلی۔ مولانا عابد الانصاری غازی مدیر مدینہ۔ مولانا زین العابدین سجاد میرٹھی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا احتشام الحق تھانوی۔ مولانا فضل محمد مولانا یوسف بنوری، مفتی سیاح الدین کاکاخیل، مولانا نافع گل اور مولانا عزیز گل وغیرہ جیسے علماء جو آسمان علم کے آفتاب و ماہتاب ہیں اسی درسگاہ کے فیضیاب اور اسی میخانہ کے جرعہ نوش ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو اپنے علم و فضل، درس و تدریس رشد و ہدایت، دعوت تبلیغ، سیاسی قیادت، تصنیفی اور صحافتی کمالات کے باعث دنیائے اسلام سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں ان مشاہیر کے کارناموں سے ان کے مقامی خطے اور ملک کے دینی و غیر دینی حلقے ہی واقف نہیں بلکہ پاکستان و ہند کا کونہ کونہ اور چپہ چپہ ان کے فیوض علمیہ سے سیراب ہو رہا ہے[۱]

دار العلوم دیوبند اور انگریز

مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات قلم بند کی جاتی ہے کہ یہ گہوارہ علم و

---

[۱] تاریخ دیوبند

بریلوی علماء کی نظر میں کفر و ارتداد کا مرکز رہا ہے انہوں نے اس ادارہ کے اکابر مولانا حضرت قاسم نانوتوی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ ہم کو خصوصاً اور تمام فیض یافتگان اور وابستگان کو عموماً کافر، مرتد، اسلام دشمن، وہابی اور نہ جانے کیا کیا خطاب عطا فرمائے ہیں۔ کاش یہ حضرات اسلام اور مسلمانوں میں افتراق پیدا نہ کرتے مگر غور سے دیکھا جائے تو فرنگی چالباز یعنی انگریزی حکومت کی نظر میں یہ ادارہ معتوب تھا لہٰذا اس کے چہیتوں اور پیاروں نے بھی اس پر اپنا عتاب نازل کیا اور اس کے فیض یافتگان کو کافر و وہابی ٹھہرایا۔ انگریز کی مخالفت کے سلسلہ میں مولوی طفیل احمد منگلوری لکھتے ہیں۔

"مدارس میں زیادہ نمایاں دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور رہیں ان میں سے اول الذکر کو مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اور ثانی الذکر کو مولوی محمد مظہر نے ۱۸۶۶ء میں قائم کیا۔ اول تو بالعموم تمام عربی مدارس حکومت کی نظروں میں مشتبہ تھے مگر دیوبند کی طرف نظر عتاب بالخصوص اس وجہ سے تھی کہ اس کے ہمدردوں میں متعدد اصحاب وہ تھے جن کی نسبت حکام وقت کا یہ خیال تھا کہ انہوں نے ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا تھا اور وہ مسلمانوں میں مذہبی جوش قائم رکھنے کے لئے یہ مدرسہ قائم کر رہے تھے۔ مدرسہ کے بانیوں میں سے کئی علماء ایسے تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں تحصیل شاملی ضلع مظفر نگر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جسے انگریزوں کی فوج نے واپس لے

Marfat.com

لیا تھا۔ اس پر اضافہ یہ ہوا کہ ان مدارس نے نہ کبھی سرکاری امداد لینی گوارا کی اور نہ ڈپٹی انسپکٹروں کو اپنے یہاں آنے کا موقع دیا جو انہیں سرکار کی وفاداری پر مائل کرتے بلکہ شرع محمدی کی تعلیم کو مقدم رکھا جس کو حکامِ وقت ناگواری کی نظر سے دیکھتے تھے بالخصوص مدرسہ دیوبند کے بانی تو نہ صرف حکومت بلکہ امراء کے تعلقات سے بھی احتراز کرتے تھے۔"

(مسلمانوں کا روشن مستقبل، ص ۱۸۷-۱۸۸)

غرض انگریز دارالعلوم دیوبند کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حکومت کے یہاں باغیوں میں شمار ہوتے تھے اور انگریزی حکومت سے آخر وقت تک درسگاہ بے تعلق رہی اور غیر ملکی نظامِ حکومت کو یہاں کے فیض یافتگان نے اکھاڑ ہی چاہا، ہندوستان کی تاریخ آزادی میں فرزندانِ دیوبند کے گرانقدر کارنامے ہیں اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور ان کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ غرض مسلمانوں کی جب اس درسگاہ کو انگریز نہ خرید سکا تو اس نے اپنے نمک خوار، پروردہ اور تنخواہ دار ایجنٹوں کو خریدا۔

ان کے مدارس کو ریاست رامپور، ریاست حیدرآباد اور دوسرے امراء کے ذریعہ سے نیز دوسری امداد بہم پہنچا کر دیوبند کے خلاف ایک محاذ قائم کرادیا۔ ہم علمائے بریلی کی تصنیفات عالیہ سے ان کی ان خدمات کا ذکر کریں گے اور اقتباسات پیش کریں گے جن کے ذریعہ سے انہوں نے ادارہ دیوبند کے علماء و فضلا کو کافر

مردود، وہابی اور نہ جانے کیا کیا ٹھہرایا ہے۔ کاش یہ علماء مسلمانوں میں افتراق نہ ڈالتے تو ہندوستان میں اسلام کی یہ حالت نہ ہوتی۔ ان بریلوی حضرات نے اپنی تمام قوتیں وہابی اور کافر بنانے میں صرف کر دیں کاش یہ مسلمانوں کو روزہ نماز کی تبلیغ کرتے احکام اسلام سکھاتے۔

Marfat.com

بریلوی علماء کی کتابوں سے کفر کے چند اقتباسات

سب سے اول ہم مولوی فضل رسول بدایونی کی کتاب "سیف الجبار" سے اقتباس پیش کرتے ہیں مولوی فضل رسول نے مولوی اسمٰعیل شہیدؒ کو بہت سب و شتم کیا ہے اور ان کے طریق کے ماننے والوں کو فرقہ اسمٰعیلیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ وہابیہ وغیرہ کے نام دیئے ہیں اور مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے ان کو جدید دین کا بانی ٹھہرایا ہے اور ان حضرات کے خلاف جھوٹ، افترا اور کذب کا ایک طومار کھڑا کر دیا ہے، ملاحظہ ہو۔

"مولوی اسمٰعیل اتنی ہی حکومت کا تحمل نہ کرسکے آپ سے باہر ہو گئے۔

نظامات بے جا اور دین جدید کے احکام جاری کر دیئے اور سید احمد کے نام پر "صلی اللہ علیہ وسلم" کا نام تجویز ہوا اور سکہ مہر کا یہ ٹھہرا "اسمیہ احمد" اور وہ جو صراط مستقیم میں سید احمد کو پیغمبر بنانے کی تمہید کر رکھی تھی اس کا اظہار شروع کیا اور فقہ اور فقہاء پر لعن طعن اور تشنیع کتب حنفیہ برملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس و جان و مال سے تعرض شروع کیا۔ ہر چند معزز آدمیوں نے سمجھایا نہ مانا اور وہ

Marfat.com

بے چارے تنگ آئے اور مشورہ کیا کہ ہم نے سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس بنایا یہ لوگ جو معاملہ کافروں سے چاہتے ہمارے اوپر جاری کرتے ہیں۔ سکھ کے مقابلہ میں اسی نامردی سے بھاگے اور مسلمانوں کے جان و مال پر اس قدر دلیری کرتے ہیں۔ دین و ایمان کا بھی ان کے کچھ ٹھکانہ نہیں ہے دفع کیا جانا چاہیئے مگر ایک بار پھر بھی یہ سب حال ظاہر کرنا چاہیئے چنانچہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا جو کہنا تھا کہا مگر مولوی اسمٰعیل نے ایک نہ سنی آخر کو مسلمانوں نے جتنے آدمی ہمراہی مولوی اسمٰعیل کے جہاں جہاں محتبین اور ظلم و افترائے دین جدید میں مشغول تھے ایک مرتبہ سب کو مار ڈالا فتح خاں نے عذر کیا۔ میں اسی روز سیاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جابدہ کے احکام جاری کرنا اور لوگوں کی مال و جان و ناموس سے تعرض کرنا مناسب نہیں ہے اب کام ہاتھ سے نکل گیا تمام ملک بھر گیا کچھ اس کا تدارک نہیں ہو سکتا۔ مگر تم کو اس مہلکہ سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں پھر جو کچھ مقدر میں ہوگا ظہور میں آوے گا۔ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل وغیرہ چند آدمیوں کو کہ ہمراہ تھے اس ملک کی حد سے باہر نکال کر اپنے ملک کو رعایا کی حفاظت اور انتظام کے واسطے پھرا سید احمد وغیرہ بھاگے جاتے تھے کہ عین بھاگنے کی حالت میں ایک جماعت وہاں پہنچی کہ ان سب کو مار ڈالا۔"

سیف الجبار صفحہ ۵۵-۵۶ مطبوعہ مطبع صادق
محلہ تھامن گنج ۔ سیتاپور

Marfat.com

پھر فرماتے ہیں :۔

"سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہوگیا تھا مولوی اسحاق کے باعث سے پھر کچھ کچھ بھڑک اٹھا طریقہ اس کا یوں ہوا کہ بعد مرنے شاہ صاحب کے مولوی اسحاق ان کے وارث و جانشین ہوئے وعظ و فتویٰ میں موافق سلف کے تھے اور مذہب اسمٰعیل کے مخالف ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوے موجود ہیں مگر آدمی نہایت سیدھے سادھے سلیم تھے کسی طرح کی قوت اور حرکت ان کی طبیعت میں نہ تھی جیسے علم ویسا ہی بیان سلامت روی سے بسر اوقات کرتے تھے جب ان کے داماد مولوی نصیر الدین۔ امیر المومنین بنے اور فکر و تدبیر طلب و تحصیل روپیہ کی مولوی اسحاق سے متعلق ہوئی اسمٰعیلیہ طریق کے لوگوں کا ان کے یہاں دخل ہوا اور ان کی تالیف ملا نا ضرور پڑا وہ لوگ اس کام کے بڑے بانی کار تھے اس اختلاط کے باعث کسی قدر وہ پھر جھکے اور باتیں گول گول کہنے لگے کہ دونوں فریق راضی رہیں اور ان کی روش کے سبب ایک مدت تک پردہ پڑا رہا پھر ظاہر ہو چلا باہر والے اور جن کو کم ملاقات تھی ویسے ہی معتقد رہے اور کثرت صحبت والے اس بات کو تاڑ گئے آخر کو غلبہ اسمٰعیلیہ کا ان کے مزاج پر ہوا۔

سیف الجبار صفحہ ۵۷۔۵۸

مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور ۱۲۵۶ھ

مولوی فضل رسول بدایونی نے اپنی کتاب بوارق محمدیہ نیز دوسری کتابوں میں مولوی اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت شاہ اسحٰق دہلویؒ وغیرہ ہم کو برا بھلا کہا ہے اور ان کو بدنام کیا ہے۔ طوالت کے خوف سے ان کی دوسری کتابوں کی نقل درج نہیں کی جارہی ہیں۔ ان کے زمانہ میں دارالعلوم دیوبند بالکل ابتدائی منزلوں میں تھا کیونکہ مولوی فضل رسول بدایونی کا انتقال ۱۸۷۲ء میں ہوا۔ انہوں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ وغیرہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا ہے۔ مگر دارالعلوم دیوبند پر ان کی جماعت کے دوسرے لوگوں نے خوب ارتداد کے فتوے لگائے۔

مولوی فضل رسول بدایونی کے بعد ان کی جماعت نے اپنی تمام زندگی مسلمانوں کی تکفیر میں گذار دی اور بدعات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ ہر بدعت کو سنت ثابت کیا۔ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں۔ برسی۔ عرس۔ فاتحہ۔ علم غیب مردوں سے مدد چاہنا۔ ندائے غیر اللہ صلوٰۃ غوثیہ ادا کرنا۔ غرض اس قسم کے مسائل پر چار، چار، چھ چھ صفحے کے رسالے لکھ لکھ کر مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کو پارہ پارہ کر دیا بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ایک ہزار رسائل اور کتابیں کم و بیش تصنیف کیں لیکن ان سے کوئی پوچھے کہ ان کتابوں اور رسائل میں کیا کیا مضامین ہیں اور آج علمی دنیا میں ان کی کیا قدر ہے تو ان کے پاس کچھ جواب نہ ہوگا۔ کاش یہ لٹریچر وجود میں نہ آتا۔ اور مسلمانوں کی ملت کو ایک نقصان عظیم نہ اٹھانا پڑتا۔ مولوی احمد رضا خاں کی کتابوں سے اقتباسات درج نہیں کئے جارہے ہیں اس لئے کہ ان صاحب کی ہر کتاب۔ ہر رسالہ۔ ہر تحریر، ہر فتویٰ ہر تقریر وہابی اور کافر ٹھہرانے۔ مرتد بنانے پر منحصر ہے انہوں نے اپنی ہر کتاب میں مولوی اسمٰعیل شہیدؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولوی رشید احمد گنگوہی

Marfat.com

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو خصوصًا کافر، مرتد اور وہابی ٹھہرایا۔ ان کو برا بھلا کہا۔ افترا پردازیاں کیں۔ ان بزرگ کی کتابوں سے عبارت میں قطع و برید کر کے غلط سلط معنی پہنا کر ان کو بدنام کیا، اور ا کے بعد ہر رضاخانی نے اپنی قابلیت کا معیار یہی ٹھہرایا کہ کوئی چند صفحے کا رسالہ لکھ ان اکابر کو گالیاں دیں اور بزعم خود کافر و مرتد اور وہابی ٹھہرا کر اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا محمود الحس مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا منظور احمد نعمانی وغیرہ وغیرہ ہر ایک کو کافر، مرتد او وہابی ٹھہرایا اور مسلمانوں میں نااتفاقی پیدا کی۔

مولوی احمد رضا خاں کے مدرسہ کے مدرس، ان کے تصنیفی مددگار اور بہار شریعت کے مصنف مولوی امجد علی لکھتے ہیں:۔

"کتاب التوحید کا ترجمہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی ان وہابیوں کا ایک بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پہ نہ ہو وہ کافر مشرک ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۶۳ سے آگے تحریر فرمایا:۔)

"اس مذہب کا رکن اعظم اللہ کی توہین اور محبوبان خدا کی تذلیل ہے۔ ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عام بھائی ان کی قلبی خباثتوں سے مطلع ہوں اور ان کے

Marfat.com

دام تزویر سے بچیں اور ان کے جبہ و دستار پر نہ جائیں برادران اسلام بغور سنیں اور میزان ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان اللہ رسول کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جتنے فضائل پائے جائیں وہ اسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور ایمان نہیں تو مسلمان کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم و زاہد تارک الدنیا وغیرہ ہو مقصود یہ ہے کہ ان کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے انہیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو۔"

بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۶۳-۶۴
مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ

یہ ایک بریلوی عالم کی تحریر ہے جس میں انہوں نے عام مسلمانوں کو علمائے حق سے بدظن کیا ہے اور علماء حق سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ مارہرہ کے اسمٰعیل حسین تحریر فرماتے ہیں :۔

"گمراہی والے بدمذہبوں اور بے دینوں کے رد کو اپنا مقصود نظر ٹھہرائیں خصوصًا وہابیہ دیوبندیہ اور نجدیہ کا رد کہ یہ سب شریروں سے زائد گندے اور اسلام کو نقصان پہنچانے والے اور جڑ کھودنے میں بدترین کفار ہیں۔"

آگے لکھتے ہیں :۔

"مخالف مثلاً وہابی، ندوی، نیچری وغیرہ ہیں ان سب کو

Marfat.com

اپنا دشمن مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں ان کے پاس نہ بیٹھیں ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے دیر نہیں لگتی "۔

بہترین کملام کی وصیتیں مترجمہ محمد میاں مارہروی

مولوی احمد یار خاں [۱] ولد محمد یار خاں ساکن اوجھانی ضلع بدایوں کی سنیئے :-

" دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام تھا مولوی اسمٰعیل اس نے محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اردو میں ترجمہ کیا جس کا نام رکھا تقویتہ الایمان اور اس کی ہندوستان میں اشاعت کی اسمٰعیل کے معتقدین دو گروہ بنے ایک تو وہ جنہوں نے اماموں کی تقلید کا انکار کیا جو کہ غیر مقلد یا وہابی کہلاتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے دیکھا کہ اس طرح اپنے کو ظاہر کرنے سے مسلمان ہم سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے اپنے کو حنفی ظاہر کیا۔ نماز روزے میں ہماری طرح ہمارے سامنے آئے ان کو کہتے ہیں " گلابی وہابی یا کہ دیوبندی "۔ بھلا میرے آقا و مولا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تو دیکھو کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہاں سے قرن الشیطان یعنی شیطانی گروہ نکلے گا۔ اردو میں قرن الشیطان کا ترجمہ ہے دیوبند اردو میں دیو کہتے ہیں شیطان کو

[۱] آج کل پنجاب میں مفتی بنے بیٹھے ہیں۔

Marfat.com

اور بندہ معنی گرد د" البعد اد"

آگے چل کر کہتے ہیں:۔

موجودہ زمانہ میں بمقابلہ غیر مقلدین کے زیادہ خطرناک

دیوبندی ہیں کیونکہ عام مسلمان ان کو پہچان نہیں سکتے ان لوگوں

نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ السلام کی ایسی توہین کیں کہ کوئی کھلا ہوا

مشرک بھی نہیں کر سکتا۔"

(جاء الحق وزہق الباطل)

ان بریلوی حضرات نے اس طرح افترا پردازی سے کام لے کر مسلمانوں کی

ملی وحدت کو پارہ پارہ کیا۔ آگرہ کے مفتی مولوی عبدالحفیظ ساکن قصبہ آنولہ ضلع

بریلی ایک بتیس صفحے کی کتاب میں کئی صفحات میں مولوی فضل رسول بدایونی کی کتاب

سیف الجبار سے اسمٰعیل شہید کی مذمت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ:۔

" حضور نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ ایسے دجال اور کذاب آئیں

گے جو تم کو وہ باتیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ

تمہارے باپ دادا نے ان سے دور رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں

گمراہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دیں۔

منقول حدیث صاف یہ ہے اور مولوی اسمٰعیل وغیرہ بدعقیدہ

لوگوں پر پوری طرح چسپاں ہے کہ ان لوگوں کی زبانی وہ عقیدے سنے

جو اس سے پیشتر کسی نے نہیں سنے ہوں گے۔"

(منہاج السنت الوہابیہ کا مقدمہ ۱۶-۱۷)

Marfat.com

انہیں آنولہ ضلع بریلی کے ساکن مولوی عبدالحفیظ نے ایک کتاب آئینہ سنت لکھی ہے جو کہ حکیم نذیر ٹانڈوی کے نام سے شائع ہوئی ہے اس میں بھی حضرت شہید دہلوی پر اس قسم کے الزامات تراشے گئے ہیں اور مرحوم کو کافر و مرتد و بد مذہب ٹھہرایا ہے۔

غرض اس قسم کے الزامات ان علماء کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں۔ مولوی دیدار علی الوری نے ایک رسالہ "علامات وہابیہ بالاحادیث النبویہ" لکھا ہے جس میں اس جماعت کو کافر، مرتد، بد مذہب اور نہ جانے کیا کیا ٹھہرایا ہے عنوان سے مضمون ظاہر ہے۔

آخر میں ہم چند اقتباسات اور نقل کرکے اس عنوان کو ختم کرتے ہیں۔ ایک مولوی محبوب علی خاں لکھنوی ہیں۔ اخلاق سے گری کتابیں تحریر کرنا جن کا عام مشغلہ ہے بہت سے رسالے ان کے نظر سے گذرے جن میں سوائے گالیوں اور ہزلیات کے کچھ نہیں ہوتا۔ ملاحظہ فرمائیے :۔

"اور یہی حکم مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی اشرف علی تھانوی پر ہے اور جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر پھر انہیں اپنا مقتدا پیشوا جانے یا کم از کم مسلمان مانے، اس پر بھی یہی حکم ہے کہ فرمایا گیا من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر دیکھو حسام الحرمین اور فتاوی الحرمین اور الصوارم الہندیہ اور الصوارم السندیہ اور مرتدین کے ساتھ میل جول دوستی و اتحاد۔ بیاہ شادی کرنا کھانا پینا ان کے ساتھ نماز پڑھنا ان کے جنازے کی نماز

پڑھنا حرام ہے جو کوئی تم سے ان کافروں مرتدوں کے ساتھ دوستی واتحاد رکھے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا اور فرماتا ہے لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین یعنی ان بدمذہبوں کے عقیدے معلوم ہوجانے کے بعد ان کے پاس بیٹھو بھی نہیں اور ارشاد فرماتا ہے والکفرون ھم الظلمون اور یعنی کافر ہی لوگ ظالم ہیں۔"

"الصوارم المحمدیہ"

مولفہ محبوب علی خاں لکھنوی صفحہ ۳۷

شائع کردہ دفتر مرکزی جماعت اہل سنت مارہرہ

ان کے بڑے بھائی اس سے زیادہ گالیاں دینے میں مشاق ہیں۔ مولوی حشمت علی خاں لکھنوی ہیں جن کو بریلویوں نے شیر بیشہ سنت کا خطاب دیا ہے تحریر تقریر ہر چیز میں علمائے حق اکابر دیوبند وابستگان شاہ ولی اللہ کو کافر ومردود، بدمذہب ظالم اور نہ جانے کیا کیا لکھتے ہیں۔ ہم ان کی تحریرات کے اقتباسات دینے سے قصداً گریز کررہے ہیں آخر میں ایک کتاب تجانب اہل السنت عن اہل الفتنہ ۱۳۰۶ھ کا ذکر ضروری ہے جو کہ محمد طیب داناپوری کی تصنیف ہے اور بریلی الیکٹرک پریس بریلی سے طبع ہوئی ہے یہ ۴۸۰ صفحات کی کتاب ہے اس میں تمام مسلمانوں کو کافر بدمذہب، مرتد، وہابی ٹھہرایا ہے۔ دیوبند والے کافر۔ فرنگی محل والے کافر۔ خانوادۂ ولی اللہی کے ارکان حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شاہ اسحٰقؒ۔ میاں نذیر حسین کافر۔ علی گڑھ والے کافر۔ مسلم یونیورسٹی والے کافر۔

Marfat.com

خاکسار تحریک والے کافر مسلم لیگ والے کافر حسن نظامی اور ان کے مرید کافر شاہ عطاء اللہ بخاریؒ اور ان کی جماعت والے کافر، مولانا حالی کافر، علامہ ڈاکٹر اقبالؒ کافر اور نہ جانے کون کون کافر ہیں اگر برصغیر پاک و ہند کا تجزیہ کیا جائے تو صرف بریلی کا محلہ بہاری پور۔ مارہرہ کی چھوٹی سرکار۔ پیلی بھیت کا محلہ بھورے خاں بدایوں کا مولوی ٹولہ۔ آنولہ کا محلہ بذریہ۔ کچھوچھہ شریف کی خانقاہ مراد آباد میں مولوی نعیم الدین مراد آبادی کا گھر اور مولوی حشمت علی، مولوی محبوب علی، مفتی ـــ عبدالحفیظ۔ سید محمد کچھوچھوی وغیرہ اور ان کے مرید و متبعین ہی مسلمان رہ جاتے ہیں جن کی تعداد مشکل سے سینکڑوں یا چند ہزار تک پہنچے گی۔ کاش یہ نام کے علماء اور مولوی ملّت اسلامیہ کا درد رکھتے اور بجائے کافر بنانے کے مسلمان بناتے میں پوچھتا ہوں کہ ان مولویوں نے ہندوؤں میں سے کتنے مسلمان بنائے۔ سکھوں میں سے کتنے مسلمان بنائے۔ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں میں کتنی تبلیغ کی یورپ کے افکار باطلہ اور خیالاتِ فاسدہ کا کیا رد کیا۔ جواب صفر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ جب ملّت اسلامیہ کی بربادی کا تجزیہ کرتا ہوں اور اس میں بریلوی علماء اور مولویوں کا ایک بڑا کارنامہ پاتا ہوں۔ یہ سب کچھ ملعون انگریز کے اشارۂ ابرو کا مرہون منّت ہے۔

مولوی سید طفیل احمد بنگلوری کی رائے ان کی کتاب "مسلمانوں کا روشن مستقبل" سے نقل کی جاچکی ہے کہ انگریز چاہتا تھا کہ باغی (وہابی) اور دیوبند کے مدرسے کو بدنام کیا جائے اس سے علیحدہ رہا جائے لہٰذا اس کے فرمانبردار اور اطاعت گذار وظیفہ خوار حضرت نے اس کا منشاء پورا کیا اور کر رہے ہیں۔

Marfat.com

یہ فروعی اختلاف ہیں!

ہم مسلمانوں سے خدا کا واسطہ دے کر اپیل کرتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ کابر علماء کو گالیاں دینا، ان کو کافر ٹھہرانا۔ ان کو مرتد، ظالم اور بدمذہب ٹھہرانا یاں کا اسلام ہے۔ اگر فروعی مسائل میں اختلاف ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسلام ہی سے خارج ہو گئے۔ مگر بریلوی حضرات کو کون سمجھائے اور یہ ہم نہیں کہتے بلکہ فروعی سائل خود ان کی زبانی سنیئے مولوی محمد عمر نعیمی، شاگرد مولانا نعیم الدین مرآدآبادی سالہ السواد الاعظم" جلد، نمبر ۴ ماہ شعبان ۱۳۴۹ھ کے شمارے میں لکھتے ہیں:۔

" وہابی سنیوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں اہل سنت کی سی نماز، اہل سنت کا سا روزہ، ان ہی کا سا حج و زکوٰۃ غرض عبادات و معاملات کے تقریباً جملہ مسائل میں اسی روش پر ہیں وہی کتابیں ہیں جن پر اہل سنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں ان سب کو وہابی مانتے ہیں حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقائد میں اور بعض فروعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ عظیم الشان اختلاف پیدا ہو گیا۔

(صفحہ ۱۵)

ملاحظہ فرمائیے یہ ایک بریلوی عالم کی تحریر ہے کہ بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ایک اور دوسرے بریلوی عالم کی تحریر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

" یہ ایک خط ہے جو مارہرہ کے پیر جی اسمٰعیل حسین نے حیدرآباد کے ایک رئیس

Marfat.com

اور معتقد نواب سید سردار علی خاں کو لکھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک زمانہ بریلی اور بدایوں میں سخت اختلاف ہوا نوبت مقدمہ بازی تک پہنچی بلکہ مولوی عبد... بدایونی وغیرہ کو بریلی سے کافر تک ٹھہرایا گیا۔ مسئلہ یہ تھا کہ جمعہ کی اذان ثانی ممبر کے قر... ہو یا باہر بدایونیوں نے اصرار کیا کہ ممبر کے قریب ہونی چاہیئے جیسی کہ ہمیشہ سے ہوتی آئی مگر مولوی احمد رضا خاں مصر ہوئے کہ میری جدت پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ بریلی کی مساجد اور مارہرہ کی سرکار میں جب سے جمعہ کی اذان ثانی باہر ہی ہوتی ہے۔ ا... اختلاف کی بنا پر نواب سید سردار علی خاں نے بدایونی حلقہ سے ارتباط قائم رکھا ... مارہروی صاحب کو چھوڑ دیا۔

"سید صاحب جمیل المناقب، رفیع المناصب اوصلہ اللہ تعالیٰ الی ما تیمناہ۔ پس از سلام مسنون و دعا ہائے ترقیات اقبال و عمر و دولت مشحون۔ واضح رائے گرامی ہو۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے۔ اور خیر و عافیت آپ کی مع متعلقین مطلوب۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا مندرجہ سے مطلع ہوا۔ جس مشرب کے ہم نقال ہیں اس میں کسی سے رنج رکھنا کب جائز ہے۔ اگر کسی نے کچھ خلاف بھی کیا تو اگر ہم اس کے مستحق تھے تو اس کی کیا بیجا ئیت ہے اور اگر ہم مستحق نہ تھے تو اللہ تعالیٰ جو چاہے گا اس کا بدلہ کرے گا۔ بہر حال میں ناخوش نہ تھا۔ امیروں کا قاعدہ ہے کہ کبھی خوش کبھی ناخوش یہ معمولی بات ہے۔ مگر اس وقت آپ کی تحریر سے البتہ رنج ہوا کہ آپ نے بلا سمجھے اور بلا عمیق نظر ڈالے ایک رائے قائم کر لی یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ جو نسبت آپ کو

Marfat.com

مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب سے دو پشت سے ہے اور انشاء اللہ رہے گی آپ نے مسائل فقہیہ فرعیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے اس سے کوئی ذاتی مخالفت اور پرانے تعلقات کو سوہان روح ہونا کیسے مان لیا۔ اگر آپ کا یہ مستخرجہ نتیجہ مان لیا جائے تو صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی آپس میں ایک دوسرے کو سوہانِ روح پہنچانے اور ذاتی مخالف ہونے سے بچتا امام اعظمؓ اور ان کے تلامذہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سینکڑوں مسائل فرعیہ میں اختلاف رائے ہے۔

کیا وہ حضرات آپس میں خدانخواستہ ایک دوسرے کے ذاتی مخالف اور عدو تھے سب سے بڑھ کر یہ دیکھئے کہ میرے اور آپ کے اور جناب مولانا صاحب کے آقائے معظم دستگیر اعظم حضرت غوث الثقلینؒ سے حضور کے غلام جاں نثار اور میں اور مولانا صاحب اور ہمارے اجداد قدست اسرارہم مسائل فقہیہ میں دوسرے مذہب کے پابند اور مقلد ہیں۔ ہمارے حضور حنبلی تھے۔ ہم سب حضور کے جاں نثار خدام حنفی ہیں۔ یہاں تک کہ آپ تو خود حضورؓ کی اولاد میں ہیں اور حنفی ہیں تو کیا آپ کو ذاتی مخالفت ہے اور حضرت کو سوہان روح پہنچاتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ محمد میاں سلمہٗ کا رسالہ (صحبت الاذان) صرف ایک مسئلہ فرعیہ کے انکشاف میں ہے جو ان کو تتبع کتب احادیث شریفہ و فقہ حنفیہ اور اقوال محدثین و فقہائے کرام سے منکشف ہوا وہ انہوں نے قلم بند کر کے طبع کرا کر سب سے اول مولانا صاحب کی خدمت میں بھیجا یہ معلوم نہ تھا کہ صاحبان مدرسہ اب

مسائل فقہیہ شرعیہ میں اپنی خلاف رائے والے (ذاتی) مخالف اور عدو سمجھیں گے مولانا صاحب تو بفضلہ عالم وکامل تھے انہوں نے تو زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا ہوگا اس مسئلہ میں آپس میں رائے کا اختلاف ہے اگر مولوی محب احمد اور ان کے صاحبزادے وغیرہ ہم نے اس کو مخالف ذاتی پر مبنی کیا۔ اور اگر یہی مخالفت ذاتی مخالفت ہے تو اول حضرت مولانا فضل رسول قدس سرہٗ اور مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ باپ بیٹوں۔ استاد شاگرد۔ پیر مرید میں بدرجہ اولیٰ ہے۔ مولوی حضرت فضل رسول صاحب قدس سرہ، یزید پر لعنت کرتے تھے اور مجوزین لعن میں تھے اور ہمارے حضرت استاد ساکتین میں تھے۔ لعن نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت استاذی قدس سرہ نے بارہا مجھ سے ارشاد فرمایا کہ حضرت والد ماجد اس مسئلہ کے بارہ میں اکثر ارشاد فرماتے تھے۔ مگر میرے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت کو تیزی آجاتی تھی اس سے بڑھ کر اور یہ ہے کہ میرے حضرات قدست اسرارہم بھی مجوزین لعن تھے تو اگر یہ ذاتی مخالفت تھی تو حضرت استاذی قدس سرہ، ہرگز گوارا نہ فرماتے کفر ابوطالب میں مولوی احمد رضا خاں کا ایک رسالہ ہے اور اس میں کفر ثابت کیا ہے حضرت استاذی قدس سرہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ میرے بزرگ قدست اسرارہم اس مسئلہ میں ساکت تھے جیسے شیخ محدث دہلوی ساکت ہیں اگر یہ ذاتی مخالفت ہے تو میرے سب بزرگوں سے ذاتی مخالفت قائم ہوئی ہے جو کسی طرح سے قابل قبول نہیں ہے اس مسئلہ کفر ابوطالب کا جب میں نے اول اول رسالہ دیکھا۔ بہ اتفاق سے اس وقت بدایوں تھا۔ میں رسالہ لئے ہوئے حضرت استاذی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے بھی اس کی

Marfat.com

تصدیق فرمائی ہے۔ فرمایا کہ میری رائے میں راجح قول یہی ہے اگرچہ اہل بیت ایمان کی طرف گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جب اہل بیت ایسا فرماتے ہیں تو پھر یہ راجح کیوں ہے فرمایا کہ اہل بیت سے مراد سادات زیدیہ ہیں جو ایک فرقہ روافض ہے۔ مگر استاذی قدس سرہ نے کوئی۔ بیچ اس اپنے اور میرے خلاف پر ظاہر نہ فرمایا اگر مسائل اختلافیہ دیکھے جائیں تو قریب قریب دو ثلث ہوں گے مگر خدانخواستہ وہ اختلافات ایک دوسرے کے عناد پر مبنی نہیں ہے خود ایک اہم رکن اسلام نماز ہے۔ دیکھئے اس کے متعلقات میں کس قدر اختلاف ہیں کوئی رفع یدین کرتا ہے۔ کوئی نہیں کرتا۔ کوئی فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہے کوئی منع کرتا ہے۔ علی ہذا مگر ایک دوسرے سے عداوت یا ذاتی مخالفت نہیں ہے۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ کہاں تک شمار کراؤں" (اس کے بعد مولوی محمد میاں کے رسالہ اذان کے لکھنے کی جملہ تفصیلات اور بدایوں و بریلی کی مخالفت کی روداد بیان کی جس کو ہم نظر انداز کرتے ہیں اگرچہ وہ بڑی دلچسپ چیز ہے)۔"

"مفاوضات طیبہ"

(مکتوب اسمٰعیل حسین مارہری)

مرتبہ مولوی محمد میاں مارہروی

مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور

یہ بریلوی حضرات کے لئے حجت قطعی ہے کہ ان کے پیروں کے خاندان کے ایک پیرزادے نے جو خود مولوی احمد رضا خاں کے معتقد بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ اختلافات فروعی ہیں پھر بھلا غور کیجئے کہ یہ تیجہ۔ دسواں، چالیسواں، برسی، عرس، قوالی ـــــ

Marfat.com

استمداد بالغیر، علم غیب۔ میلاد و قیام کے مسائل۔ دین کے کون سے ضروریات ہیں خدا آپ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ علم غیب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے رسول تیجہ کرتے تھے یا نہیں، قوالی اور عرس کے مؤید تھے یا مخالف، قبر پرستی یا تعزیہ پرستی یا پیر پرستی کرتے تھے یا نہیں۔ وہاں نماز، روزہ و حج۔ زکوٰۃ۔ ایمان، توحید رسالت کا ذکر ہوگا۔

لہٰذا براہ خدا اس زمانہ میں جبکہ مذہب سے لوگ دور ہوتے جا رہے ہیں اس طرح مذہب کو بدنام و برباد نہ کیجئے۔

مسلمانوں کی تکفیر؟

بریلوی حضرات کو تو تکفیر کی گردان کے سوا اور کچھ یاد ہے ہی نہیں لیکن ان کو یہ نہیں معلوم کہ مسلمان کی تکفیر کرنا خود اپنی تکفیر کرنا ہے، تکفیر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔

اب ہم بریلوی علما کے مقتدا اور پیر ابوالحسین نوری میاں کی کتاب سراج العوارف سے اس مسئلہ میں استفادہ کرتے ہیں یہ کتاب مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور مولوی عبدالمقتدر بدایونی دونوں کی پاس کردہ اور منظور شدہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:-

"مر مسلم را کافر گفتن ز قتل کردن او ہم بدتر است، چراکہ در شرع بریں قول وعید سخت تر آمدہ است لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا مر بار بہ جار ہما۔ ہمچناں لعن مسلم نیز اشد کبائر ست العیاذ باللہ"

سراج العوارف فی الوصایا و المعارف

Marfat.com

ازابوالحسین نوری میاں صفحہ ۱۰۲

بریلوی حضرات نے گالی دشنام طرازی اپنا شعار بنالیا ہے۔ اس سلسلے میں بھی انہیں متذکرہ بالا پیر کا ارشاد ہے۔

"کسے را دشنام مدہ کہ دشنام بجوری سب دشتم در دنیا تباہ است و در عقبیٰ گناہ دشنام۔ گویاں چہ بی آبرو یہا کہ ندیدہ اند واز بدزبانی چہ تلخ جرعہا کہ بچشیدہ وزیاں زبان نہ ہمیں در دنیاست در عقبیٰ آمرادہی است"۔

سراج العوارف صفحہ ۱۱۷

بریلوی حضرات علماء و صلحاء کو جس بے ادبی سے پکارتے ہیں وہ ظاہر ہے۔ سراج العوارف میں ان کو اس سلسلے میں بھی نصیحت ہے۔

"با ادب باش بے ادب مشو۔ در ادب اولیاء و اصفیاء اتقیاء و علماء و فضلاء کوشش بقول مولانا روم

از خدا جوئیم توفیق ادب — بے ادب محروم گشت از فضل رب

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

سراج العوارف صفحہ ۱۱۷

کاش بریلوی حضرات سراج العوارف کو دیکھیں قرآن و حدیث کو دیکھیں اور آپس میں اختلاف ڈالنے سے باز رہیں۔ کھلی ہوئی قرآنی آیت ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور آپس میں اختلاف پیدا نہ کریں حضور کا ارشاد گرامی ہے "خاص جماعت

Marfat.com

پر اللہ کا ہاتھ ہے" لہذا آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر سے باز رہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ (ترمذی)

لہذا اپنی زبانوں کو قابو میں رکھیں اور ملت اسلامیہ میں لڑائی جھگڑے کے بیج بونے سے باز رہیں۔ اختلافات کی خلیج وسیع نہ کریں تاکہ ان کی ہوا خیزی نہ ہو کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ دین و ملت جو دنیا میں محبت و مودت پیدا کرنے آیا تھا۔ آج آپس میں برسرپیکار ہے اور کس کے لئے بالکل سطحی اور غیر ضروری باتوں کے لئے کاش بریلوی حضرات ان سطور کو گوش ہوش سے پڑھیں اور اپنی تخریبی کارروائیوں کو استعفا دے دیں۔

Marfat.com

باب ہفتم

انگریز دوستی اور بریلوی جماعت

مولانا فضل رسول بدایونی کے تعلقات

بریلوی علماء نے ازاول تا آخر ملک وملت کے مفاد سے ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ ہم نے پچھلے صفحات میں ان کا رویہ تحریک ولی اللہی، تحریک جہاد سید احمد شہیدؒ مولوی اسمٰعیل شہیدؒ، انقلاب ۱۸۵۷ء کے متعلق دکھایا ہے کہ ان علماء کرام نے کس کس طرح ان مقدس تحریکات کو نقصان پہنچایا اور انگریز کو خوش کیا۔

مولوی فضل رسول صاحب صاحب کی انگریز دوستی کی طرف اشارہ کئے جا چکے ہیں اب ذرا تفصیل سے سنیئے یہ واقعات کسی مخالف کی کتاب سے نہیں درج کئے جا رہے ہیں، بلکہ خود ان کے خاندان کے مرید کی شائع کردہ کتاب اکمل التاریخ حصہ

دوم یعنی سوانح فضل رسول (۱۳۳۱ھ) مرتبہ محمد یعقوب حسین ضیاء القادری سے لئے گئے ہیں سنیئے:۔

"اس بڑھتی ہوئی ہمت اور چڑھتے ہوئے ولولہ نے یہ خیال پیدا کیا کہ کسی جگہ کوئی ایسا تعلق اختیار کیا جائے۔ جو معاش کی جانب سے فارغ البالی ہو آخر اس جستجو میں بارادہ ریاست گوالیار گھر سے قصد سفر کر دیا گوالیار کے چند ماہ کے قیام میں پیشتر سے اثر قائم ہو چکا تھا وہاں کامیابی زیادہ دشوار نہ معلوم ہوتی تھی اسی سبب سے وہاں کا ارادہ فرمایا تھا مگر مشیت الٰہی دوسرے طریقہ سے منزل وقار اور کرسی اعزاز پر پہنچانا چاہتی تھی۔

(صفحہ ۳۷-۳۸)

اس کے بعد ایک کرامت کا افسانہ مولوی یعقوب حسین نے گڑھا ہے پھر مولوی فضل رسول بنارس پہنچے۔ اور ایک ہندو راجہ بنارس کی ملازمت اختیار کی غالباً راجہ کا نام انوپ سنگھ تھا یہ دنیا طلبی ہے کہ سب سے پہلے ایک کافر راجہ کی ملازمت کی جاتی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا دنیا پرستی ہوگی آگے اور سنیئے:۔

"بنارس سے سلسلہ تعلق ترک کر کے جب پھر آپ وطن تشریف لائے اور آپ کی خداداد قابلیت نے وطن کی چار دیواری سے نکل کر شہرت و ناموری کی علمی سبزہ زاروں کی گلگشت شروع کی۔ حکامِ وقت (انگریز) اور والیان ملک (راجے، نواب جو کہ انگریز کے ایجنٹ تھے) نے قدردانی

Marfat.com

گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا منظور احمد نعمانی مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مفتی کفایت اللہ، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سرسید احمد خاں، مولانا محسن الملک، مولانا الطاف حسین حالی۔ ڈاکٹر اقبال، قائداعظم محمد علی جناح۔ خواجہ حسن نظامی اور نہ جانے کس کس کو کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ ان بریلوی حضرات کو سوائے تکفیر اور کچھ یاد ہی نہیں ہے۔

ان حضرات کی سیاسی روش ملتِ اسلامیہ کے ہمیشہ خلاف رہی ہے اور خصوصاً مسلم لیگ اور پاکستان کے معاملہ میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو بڑے مغالطہ میں رکھا ہے انشاءاللہ کبھی موقعہ ملا تو ان کے کارنامے اور غداریاں جو انہوں نے مسلم لیگ اور پاکستان کے سلسلہ میں کی ہیں ان کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

وصایا مولانا احمد رضا خاں بریلوی مولانا احمد رضا خاں نے آخر وقت میں بھی مسلمانوں میں اختلاف ڈالنے اور ان کو آپس میں لڑانے کی نصیحت کی۔ سنیئے۔

"بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں
کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں
اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو دور دور بھاگو
دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، وہابی
ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے

Marfat.com

اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے
ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے
ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچایئے۔"

"وصایا شریف" صفحہ ۳

مولوی صاحب کی معرکۃ الآراء دوسری وصیت سنیئے
" اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ
دو ہفتہ دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیجا کریں۔ دودھ
کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو مرغ کی
بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے
اور بالائی، فیرنی، اردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم
گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی سوڈے
کی بوتل، دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے
یوں کر دیا جیسے مناسب جانو۔"

"وصایا شریف" صفحہ ۸

یہ مرنے کے وقت اس شخصیت کی وصیت ہے جس کو آج اعلیٰ حضرت
مجدد مأتہ حاضرہ، امام وقت اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔ ناظرین سے درخواست
ہے کہ وہ ان کی طلب کا خود فیصلہ کریں۔

مسلمانوں سے درخواست آخر میں ہم مسلمانوں سے درخواست کرتے
ہیں کہ خدا کے واسطے اللہ و رسول کا حکم

جو قرآن و حدیث و فقہ سے ہے اس پر عمل کیجئے۔ علمائے حق سے ملئے نماز روزہ کی پابندی کیجئے۔ خدا توفیق دے حج و زکواۃ ادا کیجئے۔ فرائض کو فرائض سمجھئے سنّت کو سنت سمجھئے۔ مکروہاتِ دینی سے بچئے بدعات کے قریب نہ کھٹکئے۔ مولویوں کی دھڑے بندیوں سے علیحٰدہ رہیئے بریلوی اور دیوبندی کے چکر میں نہ پڑیئے اور جو مولوی ایک دوسرے کو کافر کہے اس کی کبھی نہ سنیئے۔ انہوں نے ہمیشہ کافر و مرتد بنا کر مسلمانوں کو برباد کیا اور اپنے حلوے مانڈے سے کام رکھا۔ اب زمانہ گذر چکا ہے اب اس قسم کا مولوی پریشان ہے ایک بڑی دقّت بے چاروں کے ساتھ یہ ہے کہ ہندوستان میں تو باپ دادا کے آستانے خانقاہیں قبریں تھیں ان پر مجاوری کرتے تھے۔ پیری مریدی کرتے تھے اور داد عیش دیتے تھے۔ یہاں پاکستان میں مہاجر بن کے آئے اپنی تمام شرارتیں اور خباثتیں جو کہ جائداد منقولہ تھیں ان کو تو ساتھ لائے مگر جائداد غیر منقولہ جو قبریں تھیں وہ ہندوستان میں رہ گئیں لہٰذا اب ان غریبوں کا روزگار مندا پڑ گیا ہے مگر عرسوں کے دھوم دھڑلے اسی شان سے باقی ہیں آرام باغ میں آج فلاں کا عرس ہے تو کل فلاں کا ہے آج گیارہویں ہے کل برسی ہے غرض کچھ نہ کچھ سلسلہ کھانے کمانے کا رکھتے ہیں۔ مگر وہ گرم بازاری نہیں ہے۔ لہٰذا اب یہ مولوی عرس کا رسیا قوالی کا شوقین فاتحہ پر مرمٹنے والا، گیارہویں کا عاشق ایک ذہنی کشمکش میں مبتلا ہے لہٰذا مسلمانوں سے درخواست ہے کہ خدا کے واسطے ان کے دام فریب میں نہ آئیں۔

Marfat.com

آرزوئے دلی

آخر میں راقم الحروف اپنی دلی تمنا کا اظہار کرتا ہے کہ خدا تمام مسلمانان عالم اتحاد اور اتفاق کی نعمتوں سے سرفراز ہوں ان کی سیاسی، سماجی، تعلیمی، مذہبی اقتصادی دینی اور دنیاوی ترقی ہو۔ خدا ان کو آپس میں "انما المومنون اخوۃ" کا صحیح مصداق بنادے وہ کتاب وسنت کے صحیح متبع ہوں ان میں آپس میں اتفاق واتحاد ہو۔ وہ غیر کے مقابلہ میں بنیانِ مرصوص ہوں۔ دشمنوں کے لئے سخت اور آپس میں رحمدل ہوں۔ ملت پاکستان اور مسلمانان پاکستان آپس میں متحد ومتفق ہوکر اسلام کی، دین کی، مسلمانوں کی، اور انسانیت کی خدمات انجام دیں خدا ان کی اختلاف کی خلیج کو پاٹ دے خدا ان کے دشمنوں کو ناکام اور ان کو کامیاب بنا۔

خاتمہ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ بہ نظر غور کریں۔ انصاف کو کام میں لائیں اور خاکسار کی غلطیوں اور فروگزاشتوں کو نظر انداز کرکے اس کے دلی جذبہ، اس کی دلی تمنا اور خواہش کو دیکھ کر اور ان کی دعا میں شامل ہوکر ملتِ اسلامیہ پاکستان میں اتحاد واتفاق کے لئے کوششیں کریں۔ فقط۔

تمام شد

Marfat.com

اور مرتبہ شناسی کے اظہار کے لئے دستِ طلب بڑھانا شروع
کر دیئے اور آپ کی خدمات کو سرکاری کاموں کی انجام رسی کے
لئے مانگنا چاہا آپ نے کچھ دنوں محکمہ افتار جو اس وقت
گورنمنٹ میں قائم تھا اور بطور مفتی کے علمار کو عہدے دیئے
جاتے تھے کو اپنے مسلک انصاف جو کی روشنی سے فروغ
بخشا۔ اس دوران میں ریاست دکن سے محکمۂ قضار کی صدارت
کا حکم آیا آپ نے اول الذکر صیغہ سے دست بردار ہو کر ریاست
کو روانگی کا تہیہ کر لیا مگر بعد مسافت کے لحاظ سے وہاں
بھی جانا پسند نہ فرمایا اور حاکم ضلع کو اپنی کچہری میں عہدۂ
جلیلہ سررشتہ داری کے لئے کسی معزز و مختار فائق الاقران والعلم
کی تلاش ہوئی ضلع بھر میں اس قابلیت کا کوئی شخص موجود
نہ تھا ہر پھر کر آپ ہی پر نظر پڑتی تھی آخر بکمال اصرار آپ
کو رضا مند کیا گیا اس وقت ضلع (بدایوں) کا صدر مقام سہسوان
تھا جہاں اب تحصیل و منصفی کی دو کچہریاں موجود ہیں آپ
بدایوں سے سہسوان تشریف لے گئے اور غالباً ساڑھے تین
سال تک آپ نے جوہر ذاتی سے حکام وقت کو گرویدۂ
لیاقت بنائے رکھا" صفحہ ۵۱

آپ ملاحظہ فرمایئے کہ ایک عالم ہوتے ہوئے ایک ہندو کا فرراجہ کی
ملازمت کرنا۔ اس کے بعد دنیاوی اعزاز و وقار کے لئے انگریز کی ملازمت

Marfat.com

کرکے حکام وقت کو گرویدۂ لیاقت بناتے۔ یہ تو انگریز کی ملازمت کا کھلا حال ہے اندرون پردہ جو خدمات جلیلہ انگریز کی انجام دیں اور مسلمانوں میں تفریق کے بیج بوئے اس کے صلہ میں انگریز نے ریاست حیدر آباد دکن سے سترہ روپیہ یومیہ مقرر کرا دیئے جو کہ بعد کو گیارہ روپیہ یومیہ ہو گئے۔ اس کو بھی ان ہی کے سوانح نگار کی زبانی سنیئے۔

"مشائخ: سیاحی میں جب زیادہ تر قیام حیدر آباد دکن میں ہوا نواب آصف جاہ خلد مکانی اور تمام امراء و اراکین ریاست کو آپ سے عقیدت و ارادت ہوئی تو آپ کے مصارف کے لئے عالیجناب نواب محی الدولہ صاحب نے کوشش کرکے سترہ روپیہ یومیہ مقرر کرا دیئے۔ اس وقت سے یہ روپیہ اب تک گیارہ روپیہ روزانہ کے حساب سے ریاست فرخ نہاد حیدر آباد سے برابر جاری ہے جس کی تعداد سرکاری سکہ سے دو سو ساٹھ روپیہ ماہوار کے قریب ہوئی۔"

غرضکہ یہ کارنامے ان علماء کے ہیں جن کی عرس و قوالی کے ہنگاموں سے پردہ پوشی کرکے ان کی پرستش کرائی جاتی ہے۔ یہاں پر صرف اشاروں پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ بڑی تفصیل کی گنجائش ہے یہ وظیفہ مولانا فضل رسول کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا عبدالقادر صاحب کو پھر ان کے بیٹے مولوی عبدالمقتدر صاحب بدایونی کو ملتا رہا۔ مولوی عبدالقادر صاحب کے فرزند ثانی مولوی عبدالقدیر نے اپنی گرانقدر خدمات انگلشیہ کی بدولت اس میں اور اضافہ

Marfat.com

کرلیا۔ ان کی خدمات تحریک شام اور سقوطِ شریف مکہ کے سلسلہ میں ہیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں انگریز کی ان ہی خدمات کی بدولت مولوی صاحب کا تقرر حیدرآباد میں مفتی کے طور پر ہوا۔ اب مولوی پنشن یاب سرکار ہیں۔ مولوی کی عدم موجودگی میں مولانا کے نائب و مختار کار خواجہ غلام نظام الدین نے مسلمانوں کو جو نقصان عظیم پہنچائے ان کی طرف بھی اشارہ کیا جا چکا ہے۔

بدایوں کی انگریز پرستی کے بعد مارہرہ کو بھی ذرا لیتے چلئے یہاں پیروں کی گدی ہے جس کے لئے نوابان فرخ آباد خصوصاً احمد خاں غالب جنگ نے کئی گاؤں رفاہِ عام کے لئے وقف کئے۔

اس کے ساتھ ساتھ سرکار سے غالباً ساڑھے تین روپیہ کا روزینہ ہمیشہ ملتا رہا تفصیل کے لئے خاندانِ مارہرہ کی کتابیں دیکھئے۔ مولوی محمد صادق مارہروی سیتاپور میں آنریری مجسٹریٹ تھے اور مولوی فضل رسول بدایونی کے شاگرد تھے مولوی محمد صادق مارہروی پر انگریز کی بہت سی عنایات تھیں۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تعلقات

اب ہمارے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی انگریز دوستی کا حال سنئے ہم صرف اشارہ دیں گے تفصیلات کا موقعہ نہیں۔

مولانا کا مدرسہ بریلی کے رئیس اعظم سرکار انگریزی کے وفادار اور اس کے خطاب یافتہ خان بہادر رحیم داد خاں صاحب بریلوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے مولانا کے یہاں سے ہمیشہ خان بہادر رحیم داد خاں رئیس اعظم بریلی کے الیکشن کی موافقت ہوئی جس وقت ترک موالات کا زور تھا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے پوتے غالباً

Marfat.com

ابراہیم رضا خان کے نام سے بندوق کا لائسنس لیا گیا اور سنئے ایک زمانہ میں اذان جمعہ کے سلسلہ میں بریلی اور بدایوں میں اختلاف ہوا۔ مولوی عبدالماجد بدایونی کی طرف سے مفتی سخاوت حسین صاحب بدایونی کے نام سے بدایوں میں مولانا احمد رضا خاں کے نام مقدمہ دائر ہوا۔ مقدمہ خارج ہو گیا۔ مریدوں نے مولانا احمد رضا خاں کی کرامت کا ڈھنڈورہ پیٹا ہو گا۔ لیکن واقف کار جانتے ہیں کہ مارہرہ کے گدی نشین میاں مہدی حسین جو کہ نواب حامد علی خاں والی رام پور کے یاران خاص سے تھے ان کی کوششوں سے نواب حامد علی خاں نے سفارش کر کے مقدمہ کو خارج کرا دیا۔ مولانا حامد رضا خاں کا کلکٹر ضلع بریلی سے ملنا معمولات سے تھا۔ یہ واقعات راقم کے قیام بریلی کے زمانہ کے ہیں۔ غرض مولانا احمد رضا خاں کا تعلق رؤسا و امراء کے واسطہ سے انگریز سے رہا۔

مولانا عبدالصمد بدایونی "مقتدری نذرانہ اہل عرس" ۱۳۰۲ھ مطبوعہ ادبی پریس کراچی میں تحریر فرمایا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں کے والد) مولانا نقی علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ضلع بدایوں میں ان کی بہت بڑی جائداد تھی بسلسلہ انتظام جائداد بدایوں میں مسلسل آمد و رفت رہتی تھی۔ مولانا انوار الحق صاحب عثمانی بدایونی سے مخلصانہ برادرانہ تعلقات تھے۔ رؤسا بدایوں رکھیڑہ بزرگ وغیرہ کے خصوصی مشاغل مرغ بازی، بٹیر بازی وغیرہ سے دلچسپی لیتے تھے۔"

(صفحہ ۷)

Marfat.com

انہیں تعلقاتِ امراء و رؤساء کی آگے وضاحت کرتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (مولوی احمد رضا خاں) کی سیف حقانیت بریلی میں اب بے نیام ہو چکی تھی۔ اکبر علی صاحب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بھائی بریلی چونگی کے اعلیٰ افسر تھے۔ مولانا اشرف علی صاحب کو دیوبندیت کے فروغ کے لئے بار بار بلایا جاتا تھا اور اعلیٰ حضرت نیز معتقدات اہل سنت کے خلاف بیان اور تقریریں کرائی جاتی تھیں۔ حکام شہر کے کان بھرے جاتے تھے اعلیٰ حضرت اپنے خلاف پیش آنے والے معاملات تحریر فرما کر مولانا عبد المقتدر بدایونی کی خدمت میں کبھی مولانا حسن رضا خاں مغفور کے ہاتھ اور کبھی مولانا محمد رضا خاں مغفور کے ہاتھ روانہ فرماتے حضرت اقدس دعائیں فرماتے مولانا اشرف علی صاحب کے بیانات سے جو تلخی پیدا ہوتی حضرت مولانا محب احمد بدایونی رح کو اعلیٰ حضرت بدایوں سے بلا لیتے جواب ترکی بہ ترکی ہو جاتا حکام بریلی کے ملاقاتی بدایوں کے عمائد فوراً بریلی پہنچ جاتے اور اعلیٰ حضرت کے لئے فضا ساز گار ہو جاتی بدایوں اور بریلی کے یہ وہ مستحکم تعلقات تھے جن میں بقول اعلیٰ حضرت دوئی کا امکان نہ تھا۔"

Marfat.com

ان بیانوں سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں پر بتوسط دیگراں حکام انگریز کی نوازشیں رہتی تھیں۔ مولانا احمد رضا خان اپنا کام منگل خلاف بالا خاں روسا، بیلی بھیت سے بھی نکلواتے تھے۔ غرض ہمیشہ انگریز کے یہ نمک خوار اور وفادار رہے۔ ہمیشہ مسلمانوں کی ہر تحریک کے دشمن رہے خلافت میں انہوں نے کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ خلاف فتوٰی دیا۔ مسلم لیگ کے یہ دشمن رہے علیگڑھ تحریک کو انہوں نے بدنام کیا۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کو انہوں نے نہ بخشا پاکستان کے خلاف انہوں نے زہر اگلا۔ اگرچہ اب سب پاکستان میں مقیم ہیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ مولانا سردار احمد نے لائلپور میں دو عیدیں کرائیں اور اپنی پارٹی کے سوا سب کو کافر بنا دیا۔ مولانا محمد میاں مارہروی نے ہمیشہ پاکستان کو برا کہا اور مسلم لیگ کے خلاف رسالے لکھے مگر اپنا سالانہ وصول کرنے کے لئے پاکستان آ گئے۔ محمد میاں نے ایک رسالہ الجوابات السنیہ علی زھاءِ السوالات الیگیہ لکھا ہے جس کی عبارت اس لائق نہیں ہے کہ اس کو نقل کیا جائے۔ اسی طرح "تجانب اھل سنت عن اھل الفتنہ" محمد طیب دانا پوری کی گمراہ کن کتاب ہے جس میں تمام زعمائے ملت کو کافر بنایا گیا ہے۔ کاش یہ علماء حضرات ملت اسلامیہ کی سیاسی ترقی پر کچھ سوچتے سمجھتے انہوں نے تو ہمیشہ اپنا شعار مخالفت قرار دیا اور مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچایا۔ ان کے تیر کفر سے اکابر، علماء کرام۔ صلحاء عظام اور قائدین قوم و ملت زخمی ہوئے۔ ان بریلوی علماء نے، حضرت سید احمد شہید، حضرت مولوی اسمٰعیل شہید، مولانا اسحاق دہلوی، مولوی عبدالحق دہلوی، (صاحب تفسیر حقانی) مولوی رشید احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل (حق کے سامنے) نہیں ٹھہرتا!

آئینہ صداقت

یعنی بریلوی اور دیوبندی مسلک کی حقیقت تاریخ کے آئینہ میں

از رشحاتِ قلم

حضرت الحاج مولانا فیروز الدین صاحب روحی پروفیسر اسلامک لٹریچر

مکتبہ معاویہ ۱۱/۴ لیاقت آباد کراچی ۱۹

SIND SAGAR ACADEMY LAHORE

Marfat.com